بسم اللہ الرحمن الرحیم الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ الک واصحبک یاحبیب اللہ
انوارِ صادق علیہ الرحمہ
یہ فیض کا خزانہ یہ رضوی آستانہ
مرقد انور ولی کامل
علامہ مفتی پیر ابوداؤد محمد صادق قادری چشتی رضوی
مختصر تذکرہ نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ مہد سے لحد تک
از قلم:
پروفیسر حافظ مولانا محمد عطاء الرحمن رضوی (ایم اے)
ادارہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام
گوجرانوالہ پاکستان
0092-55-4217986=0092-3338159523

شجرہ مبارکہ

حضرات عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الیٰ یوم الدین

یا الٰہی رحم فرما مصطفےٰ کے واسطے
یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے
مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے
سیدِ سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علمِ حق دے باقرِ علمِ ہدیٰ کے واسطے
صدقِ صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے
بہرِ معروف و سری معروف دے بے خود سری
جندِ حق میں گن جنیدِ باصفا کے واسطے
بہرِ شبلی شیرِ حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے
بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے
قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا
قدرِ عبدالقادرِ قدرت نما کے واسطے
اَحْسَنَ اللّٰہُ لَهُمْ رِزْقًا سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزاق تاجُ الاصفیاء کے واسطے
نصرابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیات دیں محُی جانفزا کے واسطے
طورِ عرفان و علو و حمد و حُسنیٰ و بہا
دے علی مُوسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہرِ ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے
خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیاء مولا جمال الاولیاء کے واسطے
دے محمد کے لیے روزی کر احمد کے لیے
خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے
دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات سے
عشقِ حق دے عشقی عشقِ انتما کے واسطے
حُبِ اہلِ بیت دے آلِ محمد کے لیے
کر شہیدِ عشقِ حمزہ پیشوا کے واسطے
دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پرنور کر
اَچھے پیارے شمسِ دیں بدرُ العُلیٰ کے واسطے
دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرتِ آلِ رسول مقتدا کے واسطے
نورِ جان و نورِ ایماں نورِ قبر و حشر دے
ابوالحُسین احمدِ نوری ضیاء کے واسطے
کر عطا احمد رضائے احمدِ مُرسل مجھے
میرے مُولا حضرتِ احمد رضا کے واسطے
حامد و محمود اور حماد و نوری کر مجھے
میرے آقا حضرتِ حامد رضا کے واسطے
بہرِ امجد کر عطا مجھ کو رضائے مصطفےٰ
اور شریعت کی بہاریں مصطفےٰ کے واسطے

یا الٰہی سرور احمد پہ ہو وقت اجل
مُرشدی سردار احمد بارضا کے واسطے

زینتِ صدق و صفا سے کر مجھے آراستہ
مرشدی صادق محمد باصفا کے واسطے

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عز و علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت اس گدا کے واسطے

ہر روز صبح نمازِ فجر کے بعد مذکورہ شجرہ مبارکہ پڑھنے کے بعد درود غوثیہ 7 سات بار، الحمد شریف 1 (سورۃ فاتحہ) ایک بار، آیۃ الکرسی ایک 1 بار، قل ھو اللہ (سورۃ اخلاص) سات 7 بار
پھر درود غوثیہ 3 تین بار پڑھ کر ان کا ثواب تمام مشائخ کرام کی ارواح طیبہ کی نذر کریں۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ مَحَبَّتَکَ وَمَحَبَّةَ حَبِیْبِکَ
بِبَرْکَةِ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ۔

درود غوثیہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

پنج گنج قادریہ

ہمیشہ ہر روز پڑھنے والا خاص وظیفہ

نمازِ فجر کے بعد = یَا عَزِیْزُ یَا اللّٰہ
نمازِ ظہر کے بعد = یَا کَرِیْمُ یَا اللّٰہ
نمازِ عصر کے بعد = یَا جَبَّارُ یَا اللّٰہ
نمازِ مغرب کے بعد = یَا سَتَّارُ یَا اللّٰہ
نمازِ عشاء کے بعد = یَا غَفَّارُ یَا اللّٰہ

ہر نماز کے بعد سو مرتبہ (۔ [illegible]) اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

ولیٔ کامل عالم باعمل مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

کی مجاہدانہ دینی خدمات اور نورانی حالات پر مشتمل

﴿مختصر تذکرۂ نباضِ قوم...... مہد سے لحد تک﴾

مسمّٰی بہ

انوارِ صادق علیہ الرحمہ

ازقلم:

پروفیسر مولانا حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی، لاہور

سن اشاعت: ------ محرم الحرام 1437ھ نومبر 2015ء

باراشاعت: ------------- اول

صفحات: ------------- 48

ہدیہ : ------------- 40 روپے۔

ناشر: ادارہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ۔ 055-4217986

HASSANNIAZI2RAZA@YAHOO.COM

منتظرِ کرم: علیم الرضا عطاری چشتی

ولادت باسعادت:

پیر طریقت، رہبر شریعت، پاسبانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، فیض یافتۂ امیر ملّت، نائب محدثِ اعظم پاکستان، نباضِ قوم علامہ الحاج مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی جمادی الاخریٰ ۱۳۴۸ھ/ دسمبر ۱۹۲۹ء میں اپنے ننھیالی گھر محلہ رنگپورہ نزد جامع مسجد صدیقیہ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے، جبکہ آپ کا وطنِ اصلی سیالکوٹ سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع مردم خیز بستی کوٹلی لوہاراں مشرقی ہے۔

آپ کا نامِ نامی والدہ محترمہ نے "محمد صادق" رکھا اور تحدیثِ نعمت کے طور پر کہا کرتیں کہ "میرے لاڈلے بیٹے کا نام محمد صادق ہے اور اس کی صداقت کا ان شاء اللہ دنیا بھر میں ڈنکا بجے گا" اور پھر دنیا نے دیکھا کہ واقعی خوش بخت بیٹے کے حق میں عظیم ماں کی دعا قبول ہوئی...... اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے تصدق سے آپ کو ایسا اسم بامسمّٰی بنایا کہ اپنے تو اپنے، غیر بھی آپ کی صداقت کا اعتراف کرنے لگے...... آپ تحدیثِ نعمت کے طور پر اکثر پڑھا کرتے:

صادق ہوں اپنے قول میں صادق خدا گواہ
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

تعلیم وتربیت:

ناظرہ قرآن پاک کوٹلی لوہاراں میں ہی پڑھا۔ سکول کی ابتدائی جماعتوں تک تعلیم بھی یہیں سے حاصل کی۔ آپ کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کی قلبی خواہش تھی کہ ان کا پیارا بیٹا عالم باعمل بنے اور دین وسنیت کا پاسبان ہونے کی سعادت پائے، چنانچہ وہ اکثر تہجد کے وقت باپردہ قریبی مسجد میں حاضر ہوتیں، مسجد کی صفائی کرتیں،

پھر نوافل ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتیں "یا اللہ! اپنے پیارے حبیب ﷺ کے طفیل میرے بیٹے کو عالم دین بنانا" (اس دعا کی برکت سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ صرف عالم ہی نہیں بلکہ بفضلہ تعالیٰ عالم گر بن گئے)......

بعدازاں آپ کے والدِ بزرگوار عاشقِ رسول شاہ محمد اعوان رحمۃ اللہ علیہ کا ملازمت کے دوران ۱۹۴۵ء میں بریلی شریف تبادلہ ہو گیا۔ آپ بھی اپنے والدین کریمین کے ہمراہ بریلی شریف حاضر ہو گئے اور وہاں اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس اور مسجد سے متصل جامعہ رضویہ منظرِ اسلام کے شعبہ حفظ میں داخل ہو گئے۔ یہاں حافظ محمد یوسف علی سے چند پارے حفظ کیے۔ دورانِ تعلیم مزارِ اعلیٰ حضرت پر حاضری اور شہزادگانِ اعلیٰ حضرت کی زیارت کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک مرتبہ عرسِ اعلیٰ حضرت پر حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ اور صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی بارعب شخصیات کی زیارت اور خطاب سننے کا موقع بھی ملا۔

کچھ عرصہ بعد سیالکوٹ واپسی ہوئی تو دو تین جگہ کسبِ ہنر کیلئے بٹھایا گیا...... انہی ایام میں ایک صاحبِ نظر قریبی عزیز نے آپ کی والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ "آپ کے شہزادے کے پیارے ہاتھ دنیاوی کاموں کیلئے نہیں بلکہ اِن مبارک ہاتھوں میں تو اللہ تعالیٰ کا قرآن اور حضور پاک ﷺ کا فرمان ہوگا' جس کے درس سے لاکھوں فیضیاب ہوں گے کیونکہ مَیں اِس بچے کی پیشانی میں نیک بختی وخوش قسمتی کے ستارے جگمگاتے دیکھ رہا ہوں"......صاحبِ نظر کے توجہ دلانے اور خوش قسمتی سے بریلی شریف میں جو دینی ماحول میسر آیا تھا' اُس کی برکت سے دل میں وہ لگن لگی رہی اور بالآخر باقاعدہ تعلیم کے حصول کیلئے کوٹلی لوہاراں مغربی میں خلیفۂ اعلیٰ حضرت

مولانا ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی جید عالم دین، کئی کتب کے مصنف اور فقہ میں مہارت کی وجہ سے فقیہ اعظم کے لقب سے ملقب تھے۔ ان کے صاحبزادے سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی عالمِ دین اور مصنف و محقق تھے۔ خاص طور پر تقریر کے بڑے ماہر تھے، ان کی پُر اثر تقاریر سننے والے ابھی بھی ان کی اس فن پر مہارت کی گواہی دیتے ہیں۔ مختصر یہ کہ فقیہ اعظم ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ نے خوب استفادہ کیا...... ''صرف'' کے چند اسباق ان سے پڑھے پھر رجب المرجب ۱۳۶۴ھ / جولائی ۱۹۴۵ء میں حضرت فقیہ اعظم نے ہی بنفس نفیس امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ علی پور سیداں (ضلع نارووال) میں حاضر ہو کر حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کو جامعہ نقشبندیہ میں داخل کرا دیا۔

☆ جامعہ نقشبندیہ میں حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا مفتی آلِ حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ سے ابتدائی اسباق اور استاذ العلماء حضرت علامہ محمد عبدالرشید جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ سے عربی، فارسی کی جملہ کتابیں پڑھیں۔ حصولِ تعلیم کیلئے آپ کا جذبہ کیسا تھا اور دورانِ تعلیم آپ کا اخلاق و کردار کیسا تھا؟ اِس کی گواہی کسی اور سے نہیں بلکہ خود انہیں کے استاذِ محترم حضرت علامہ محمد عبدالرشید جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمایئے۔ فرماتے ہیں ''مولانا محمد صادق قادری رضوی مدظلہ میں شروع ہی سے صالحیت تھی اور دینِ اسلام کے مخالفوں کے ردّ میں اُن کی طبیعت مائل رہتی، ابتدائی کتابیں پڑھتے ہوئے تعلیم حاصل کرنے اور اس کو ضبط رکھنے میں منہمک رہتے اور طلباء و غیر طلباء میں کوئی خلافِ شرع حرکت دیکھتے تو انہیں دلائل کے ساتھ قائل کرتے''۔

محدثِ اعظم پاکستان کی خدمت میں حاضری:

قیامِ پاکستان کے بعد حضرت محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام بریلی شریف سے تشریف لاکر ابتداءً چند ماہ سارو کی قیام اور بھکھی شریف میں تدریس فرمانے کے بعد لائلپور (موجودہ فیصل آباد) تشریف لے آئے تھے اور جامعہ رضویہ مظہر اسلام کا ۱۳۶۸ھ/ اگست ۱۹۴۹ء یہاں پر آغاز فرمادیا تھا۔ ابتدائی ایام میں ہی مولانا مفتی ابوداؤد محمد صادق آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر دورۂ حدیث شریف میں داخل ہوگئے۔ پھر کیا تھا محدثِ اعظم پاکستان جو صحیح معنوں میں بحر العلوم تھے' ان کی خدمت میں حاضر ہوکر انہیں کے فیض سے مولانا ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی بھی بحر العلوم بن گئے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۶۹ھ/ ۲ جون ۱۹۵۰ء میں پہلے جلسۂ دستار فضیلت کے موقع پر دستار فضیلت اور سند فراغت سے مشرف ہوئے۔

الحمد للہ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں جو علمی' روحانی' مسلکی تعلیم کی بنیاد رکھی گئی تھی' اس کی تکمیل حضرت محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے زیر سایہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں ہوئی۔

محدثِ اعظم پاکستان کی عنایات:

محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ آپ پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ صوفی محمد عبدالخالق رضوی (خانیوال) کی زبانی حضرت محدثِ اعظم پاکستان کا یہ ارشاد راقم الحروف نے بارہا سنا کہ "میرے شاگردوں میں شاگرد مولانا محمد صادق اور میرے مریدوں میں مرید مولانا محمد صادق ہیں"۔ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرکے اکثر فرمایا کرتے "فقیر تو آپ کو اپنے گھر کا ہی فرد سمجھتا

ہے"۔ بارہا سفر کے دوران جب نماز کا وقت ہوتا محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کو امامت کا حکم فرماتے۔ ایک مرتبہ عارف والا میں حضرت محدثِ اعظم پاکستان کی موجودگی میں حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ بیان فرما رہے تھے۔ آپ کے بیان کے بارے میں تاثرات ارشاد فرماتے ہوئے حضرت محدثِ اعظم نے فرمایا "آپ کا بیان لوگوں کے دلوں میں اُتر رہا تھا"۔ (ایضاً: ص ۱۴۹)

دورانِ تدریس حضرت محدثِ اعظم نے راویانِ حدیث کی کنیتوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے آپ کو "ابوداؤد" کنیت عطا فرمائی، جو اسم با مسمّٰی ثابت ہوئی۔ حضرت محدثِ اعظم کے حکم پر ہی آپ نے اپنی تبلیغی زندگی کے آغاز میں فیصل آباد کی ایک مسجد میں امامت، ایک میں خطابت اور مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ میں شوال ۱۳۶۹ھ/ اگست ۱۹۵۰ء میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ گوجرانوالہ کی مرکزی جامع مسجد زینت المساجد کی انجمن کا ایک نمائندہ وفد حضور محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں امام وخطیب کے حصول کیلئے حاضر ہوا تو آپ نے اپنے تلمیذ ارشد مولانا ابوداؤد محمد صادق انہیں عنایت فرمائے اور اراکین انجمن سے ان کا تعارف کرواتے ہوئے ارشاد فرمایا "یہ مولانا محمد صادق ہیں، ان کو چھوٹا نہ دیکھنا، کیونکہ انگوٹھی میں نگینہ چھوٹا مگر قیمتی ہوتا ہے۔ یہ آپ کو بہت کام دیں گے اور اِن شاء اللہ ان کی برکت سے سنیت کا بہت چرچا ہوگا"۔ (ایضاً: ص ۸۳)

زینت المساجد گوجرانوالہ آمد:

گوجرانوالہ میں اہلسنّت کی مرکزی جامع مسجد زینت المساجد ابتداء میں ایک چھوٹی سی مسجد تھی، جسے مشہور صاحبِ کرامت بزرگ سائیں روڈے نے آباد کیا تھا۔ انہی کی مناسبت سے اس مسجد کو روڈے والی مسجد کہا جاتا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے

کہ میری یہ مسجد ولایت (انگلینڈ) تک مشہور ہوگی اور ان کی کہی ہوئی یہ بات درست ثابت ہوئی۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر اہل محلہ نے اس کی توسیع کا فیصلہ کیا' چنانچہ ۱۴ صفر المظفر ۱۳۶۰ھ/۱۳ مارچ ۱۹۴۱ء کو معروف سماجی شخصیت حاجی کریم بخش نے اپنے رفقاء کے ہمراہ مسجد کی تعمیر جدید کا آغاز کیا۔ حضرت امیر ملت مولانا پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے مسجد کا نام "زینت المساجد" تجویز فرمایا اور دعائے خیر فرمائی۔ آپ کی دُعا کی برکت سے پایۂ تکمیل تک پہنچتے پہنچتے واقعی یہ مساجد کی زینت بن گئی۔ ☆ حضرت محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر نباضِ قوم علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ/ یکم ستمبر ۱۹۵۱ء کو انجمن کے وفد کے ہمراہ زینت المساجد تشریف لائے۔ آپ زینت المساجد کے مرکزی دروازے جو جانب شمال تھا' کی بجائے شرقی دروازے سے داخل ہوئے۔ شرقی دروازے سے داخلہ بھی قدرت کی جانب سے شاید اشارہ تھا کہ جیسے سورج مشرق سے طلوع ہو کر روشنی بکھیرتا ہے یونہی حضرت نباضِ قوم کی صورت میں آفتابِ علم و معرفت گوجرانوالہ کے جہالت و نجدیت زدہ ماحول کو علم و روحانیت کی روشنی سے منور کر دے گا۔

؎ تو کتنی دلربا ہے اے زینت المساجد...... حد درجہ خوشنما ہے اے زینت المساجد
نباضِ قوم صادق کے زہد کی بدولت...... شہرہ تیرا ہوا ہے اے زینت المساجد

گوجرانوالہ کے تبلیغی حالات:

حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی گوجرانوالہ تشریف آوری سے قبل اہلسنت کی تبلیغی سرگرمیاں نہ ہونے کے برابر تھیں۔ کبھی کبھی کوئی جلسہ ہوتا بھی تو مخالفین اہلسنت اپنے اپنے محلوں سے آ کر اس پر خشت باری اور لاٹھی چارج کر دیتے۔ زینت المساجد سے متصل ایک سہ روزہ سالانہ اجلاس انجمن خدام الصوفیہ کے

زیر اہتمام ہوتا تھا، جس پر مخالفین خشت باری کر کے بھاگ جاتے۔ حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کے تشریف لاتے ہی بدمذہبوں کی یہ سرگرمیاں بند ہو گئیں۔ چوک دارالسلام میں ایک باوقار محفل میلاد منعقد ہوئی، جو ہر قسم کی دخل اندازی سے پاک رہی اور اوّل و آخر اس کی رونق برقرار رہی...... پھر جلد ہی پورا شہر محافل میلاد سے گونجنے لگا۔ مفسر قرآن حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی آمد سے قبل کچھ عرصہ زینت المساجد میں رہ کر یہاں کے حالات کو قریب سے دیکھ چکے تھے۔ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی زینت المساجد تشریف آوری کے بعد جب حالات بدلے تو مفسر قرآن نے حضرت نباضِ قوم سے فرمایا "مولانا! آپ نے تو گوجرانوالہ میں اسلام کا چرچا فرما دیا ہے اور ماشاء اللہ خوب کام کیا ہے"۔ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی مساعی کا اندازہ اس بات سے بھی لگائیں کہ جب آپ گوجرانوالہ تشریف لائے تو اس وقت زینت المساجد کے علاوہ صرف تین سنی مساجد تھیں۔ (۱) جامع مسجد قبرستان روڈ (۲) جامع مسجد گرجاکھی دروازہ (۳) جامع مسجد حنفیہ حافظ آباد روڈ اور اب الحمد للہ سب سے زیادہ سنی مساجد ہیں۔ روزنامہ جناح لاہور ۲ جنوری ۲۰۰۷ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ "گوجرانوالہ میں ۱۰۶۴ مساجد بریلوی مسلک کی ہیں جبکہ دیوبندی ۴۲۹، اہلحدیث کی ۳۲۳ اور اہل تشیع کی ۵۹ مساجد ہیں"۔

سب سے بڑھ کر سرزمینِ گجرانوالہ تھی علیل
ایک تھی یا دو مساجد اہلسنّت کی دلیل
لائبریری تھی کوئی، نہ کوئی سنی مکتبہ
دین کی تعلیم کی خاطر نہ کوئی مدرسہ

اہلسنت پڑھتے تھے جب اپنے آقا پر درود
سلسلہ محدود تھا اور یوں نہ تھی اس کی نمود
منکریں ان پر لگا دیتے تھے فتوے شرک کے
بدعتی کہہ کہہ کرتے تھے اشارے شرک کے
ان کی ایسی حرکتوں پر آ گیا رب کو جلال
اس نے یوں بخشا ابوداؤد کو فضل و کمال

عشقِ رسول کافروغ:

حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی علمی، روحانی مدلل تقاریر کے ذریعے سے عشقِ رسول کے جام بھر بھر کر تقسیم کرنا شروع کر دیئے۔ راقم الحروف کے والد گرامی الحاج رشید احمد چغتائی قادری رضوی جو حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کے اوّلین مریدوں میں شامل ہونے کی سعادت رکھتے تھے، احوالِ صادق میں رقمطراز ہیں: ''مخالفین نے ایک مرتبہ سرکارِ اعظم، حبیب اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات کے بارے میں بڑی ہرزہ سرائی کی۔ چند دن بعد جمعہ آ گیا۔ حضرت نباضِ قوم نے تقریر کا موضوع ''دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم'' رکھا اور دورانِ تقریر آپ نے جس انداز سے درودِ تاج پڑھا وہ ایک عجیب قبولیت کا سماں تھا۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر درودِ تاج شریف کے صیغے پڑھ رہے تھے اور سامعین وجد میں یوں جھوم رہے تھے جیسے کھڑی فصل ہوا سے ایک ساتھ حرکت کرتی ہے۔ عوام کے دل و دماغ میں مکمل طور پر یہ عقیدہ جاگزیں ہو گیا کہ مولیٰ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے حبیب کریم علیہ افضل التحیۃ والتسلیم کو مختارِ کل بنایا ہے۔ (احوالِ صادق ص ۵۹، بتصرف)

☆ درودِ تاج شریف کے ساتھ ساتھ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ نے گوجرانوالہ

کی عوام کو قصیدہ بردہ شریف جو نبی اکرم ﷺ کا پسندیدہ قصیدہ ہے، سے متعارف کرایا۔ الحاج رشید احمد چغتائی ہی لکھتے ہیں "آپ کے تشریف لانے سے قبل اس قصیدہ مبارکہ سے ہمیں کچھ تعارف نہ تھا۔ آپ نے اپنے مخصوص محبت بھرے انداز اور نورانی آواز میں قصیدہ پڑھنا شروع کیا تو ایک عالم وارفتہ ہو گیا۔ قصیدہ بردہ شریف عربی زبان میں ہونے کے باوجود اکثر حضرات کو یاد ہو گیا جب:

مولای صل وسلم دائماً ابداً ...... علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

سب حضرات مل کر پڑھتے تو عجیب جذب و سرور پیدا ہو جاتا۔ کئی حضرات نے خوابوں میں دیکھا کہ حضور سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کے درود تاج اور قصیدہ بردہ پڑھنے کو پسند فرماتے ہیں۔ (ایضاً: ص ۵۲)

جلوسِ میلاد النبی ﷺ:

اگرچہ حضرت نباضِ قوم کی گوجرانوالہ تشریف آوری سے پہلے بھی میلاد شریف کا جلوس نکلتا تھا لیکن جو تنظیم اور رونق آپ کے آنے سے پیدا ہوئی، وہ پہلے نہ دیکھی گئی۔ علمائے کرام ابتداءً اپنے اپنے تانگوں پر اور پھر گاڑیوں پر اسپیکر لگا کر شریک ہوتے۔ جماعت رضائے مصطفیٰ کے کارکن اسپیکر والے تانگوں کے درمیان فاصلہ برقرار رکھتے تاکہ آوازیں گڈمڈ نہ ہوں۔ علمائے کرام کو منتخب چوکوں پر تقاریر کے موضوعات بھی رقعوں کے ذریعے حضرت صاحب قبلہ تجویز کرتے۔ ایک مرتبہ مخالفین نے اس جلوس پاک پر پتھراؤ کیا لیکن بحمدہٖ تعالیٰ حضرت صاحب محفوظ رہے۔ آپ جلوس میلاد میں شریعت کی سختی سے پابندی کا حکم فرماتے اور کوئی خلاف شرع کام نہ ہونے دیتے۔ ایک سال ایسا ہوا کہ چند نوجوان ایک بیل گاڑی سجا کر لے آئے اور اس پر ڈھول بجاتے ہوئے نعت پڑھنا شروع کر دی۔ رضا کاروں نے

انہیں منع کیا تو آمادۂ فساد ہو گئے۔ رضا کاروں نے حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کو مطلع کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا "رضا کار اپنی جمعیت اکٹھی کریں اور اس بیل گاڑی کو بختی سے نکال باہر کریں"۔ سو اسی طرح کیا گیا۔ رات کو لوگ چراغاں دیکھنے نکلتے تو حضرت صاحب قبلہ پہلے سے ہی انتباہ کر دیتے کہ "خبردار! کوئی عورت چراغاں دیکھنے کیلئے بازاروں میں نہ جائے"۔ ("احوالِ صادق" ص ۴۹ باختصار)

صبح نور کی رونقیں:

گیارہ اور بارہ ربیع الاوّل شریف کی درمیانی شب گوجرانوالہ کی تقریباً تمام سنی مساجد میں چراغاں ہوتا اور خاص طور پر بوقت صبحِ صادق "صبحِ نور" کی محفل منعقد ہوتی، جس میں والہانہ انداز میں بارگاہِ رسالت میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا جاتا۔ مرکزی جامع مسجد زینت المساجد میں حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ بنفسِ نفیس اپنی پیاری آواز میں درود و سلام پیش کرتے اور شاہنامہ اسلام کے منتخب اشعار پڑھتے۔ یہ منظر بہت پُر کیف ہوتا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ کے یہ معمولات ایسے تھے، جو آندھی ہو، طوفان ہو، بارش ہو، کچھ بھی ہو...... باقاعدگی کے ساتھ منعقد ہوتے تھے۔ کئی مرتبہ جلوس کے موقع پر تیز بارش ہو رہی ہوتی اور گلیاں، بازار پانی سے بھرے ہوئے ہوتے لیکن غلامانِ مصطفیٰ آپ کی قیادت میں حسبِ سابق جذب و شوق کے ساتھ جلوس میں تا آخر شامل رہتے۔

جشن میلاد گھر گھر مناؤ سبھی:

حضرت صاحب کی کاوشوں سے چوک میلادِ مصطفیٰ میں ہر سال بارہ اور تیرہ ربیع الاوّل شریف کی درمیانی شب محفل میلاد شروع ہوئی، جس کے شہر پر بڑے اچھے اثرات مرتب ہوتے، جلوس کا اختتامی جلسہ بھی یہیں منعقد ہوتا ہے۔

یاد رہے اس چوک کا نام چوک میلادِ مصطفیٰ بھی حضرت صاحب نے ہی رکھا' وگرنہ پہلے اسے چوک گھنٹہ گھر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہاں پر جب چوک میلادِ مصطفیٰ کا نصب کردہ بورڈ مخالفین نے اکھاڑ دیا تو آپ نے زیادہ بڑا اور مضبوط بورڈ نصب کرنے کا حکم دیا۔ جمیل بٹ صاحب کا بیان ہے کہ "یہ بورڈ رات کو نصب کیا گیا اور رات کو تقریباً دو بجے کے قریب حضرت نباضِ قوم خود رضا کاروں کی حوصلہ افزائی کیلئے چائے اور بسکٹ لے کر تشریف لائے"۔ اب تو بفضلہٖ تعالیٰ چوک کے ایک کونے پر مینار بنایا گیا ہے' جس پر جلی حروف میں چوک میلادِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا گیا ہے اور اسمائے حسنیٰ کندہ کیے گئے ہیں۔

☆ بڑی محافل کے انعقاد کے ساتھ ساتھ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر آپ کے خدام و مریدین کے گھروں میں بھی محافل میلاد کا انعقاد ہوتا۔ آپ اپنے عقیدت مندوں کے گھروں کو ذکر مصطفیٰ سے منور کرتے تھے۔ خود حضرت صاحب قبلہ کے گھر مبارک میں بھی ہر سال محفل میلاد شریف منعقد ہوتی۔ یہ محفل خصوصی طور پر وجد و کیف اور جذب و شوق کے حوالے سے مشہور تھی۔ بارہا یہی تجربہ ہوا کہ جو کیف و سرور اس محفل میں پایا وہ اور کہیں نظر نہ آیا کہ خود حضرت صاحب قبلہ کا مکان شریف' پھر آپ کی جلوہ گری' آپ اور دیگر علمائے کرام کی تقاریر عجیب منظر پیش کرتیں۔ احباب دن گن گن کر گزارتے کہ کب حضرت صاحب قبلہ کے گھر پر محفل میلاد کا موقع آئے اور ہم اپنے بخت خفتہ کو جگائیں' دل کی مرادیں پائیں۔ (احوالِ صادق' ص ۱۵۱ بتصرف)

دم میں جب تک دم ہے' ذکر اُن کا سناتے جائیں گے:

جلوسِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی قلبی وابستگی و جانثاری کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ شدید علالت وضعف کے

باوجود بھی آپ نے تادم آخر ناغہ نہ ہونے دیا اور ۶۶ سال مسلسل قیادت فرمائی جبکہ بانیٔ جلوسِ میلاد کا سہرا بھی آپ ہی کے سرِ انور پر سجا۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتنی خوش قسمتی و سعادت مندی ہے کہ جب بھی ربیع الاوّل شریف کا نورانی مہینہ تشریف لائے گا تو میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتوں سے عاشقِ میلادِ مصطفےٰ مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد بھی ہمیشہ تازہ ہوتی رہے گی اور پیدائشِ مولیٰ کی دھوم مچانے پر اُن کے مزارِ پُر انوار پر بارانِ رحمت کا نزول ہوتا رہے گا۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

سبزۂ نو رستہ اِس گھر کی نگہبانی کرے

جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم کا قیام:

حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ جب گوجرانوالہ تشریف لائے تو اہلسنت کی کوئی معیاری دینی درسگاہ نہ تھی۔ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش تھی کہ زینت المساجد میں فوری طور پر مدرسہ قائم کیا جائے۔ چنانچہ ایک روز اپنے دیرینہ رفیق الحاج محمد حفیظ نیازی اور راقم الحروف کے والد گرامی الحاج محمد رشید احمد چغتائی کو بلا کر فرمایا ''مسجد کی تعمیر تو تقریباً مکمل ہو چکی ہے اب تزئین و آرائش پر مزید خرچ کرنے کی بجائے مناسب یہ ہے کہ بلا تاخیر مدرسہ قائم کر دیا جائے تاکہ اہلسنت و جماعت کی معیاری درسگاہ قائم ہونے سے سنی طلبہ بدمذہبوں کے مدارس میں پڑھنے سے بچ جائیں۔ مسجد انتظامیہ نے کہا کہ ''اگر حضرت نباضِ قوم خود مدرسہ قائم کریں اور مالی وسائل کا انتظام بھی خود کریں تو انجمن کو مدرسہ کے قیام پر کوئی اعتراض نہ ہوگا''۔

بالآخر مولیٰ کریم نے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے وسیلۂ جلیلہ

سے حضرت نباضِ قوم کی دلی تمنا پوری فرمائی اور ۱۴ شوال المکرم ۱۳۷۴ھ/ ۱۵ اپریل ۱۹۵۵ء بروز پیر محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمۃ نے دارالعلوم کا افتتاح فرمایا۔ ابتدائی طور پر زینت المساجد کے شمالی برآمدوں، ڈیوڑھی اور حضرت نباضِ قوم کے دفتر کی بالائی منزل پر طلبہ کی رہائش کا انتظام کیا گیا۔ حفظ و ناظرہ اور درسِ نظامی کی تدریس شروع ہوگئی۔ درسِ نظامی کی کتب حضرت نباضِ قوم خود پڑھاتے تھے۔ تھوڑے عرصہ بعد ہی زینت المساجد کے قریب ہی دارالعلوم کی دو مستقل عمارات تعمیر ہوگئیں۔

حنفیہ رضویہ جو سراج العلوم ہے
اس مدرسے کی سارے زمانے میں دھوم ہے

حضرت نباضِ قوم کے تلامذہ:

حضرت نباضِ قوم کے تلامذہ کی تعداد سینکڑوں میں ہے، جن میں سے چند مشاہیر کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں: شہید میلاد مصطفےٰ علامہ محمد اکرم رضوی رحمۃ اللہ علیہ، جگر گوشۂ محدث اعظم پاکستان حاجی محمد فضل کریم رضوی رحمۃ اللہ علیہ، خطیب الاسلام سید شبیر حسین شاہ حافظ آبادی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد ہدایت اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ مظفر آباد، مفتی محمد گل احمد خان عتیقی شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ داتا دربار لاہور، علامہ محمد نور عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد، مفتی محمد معین الدین نقشبندی ڈسکہ، مفتی محمد حیات قادری سنیئر نائب صدر جماعت اہلسنّت و جمعیت علماء جموں و کشمیر، مفتی محمد عباس علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کاہنہ نو، مفتی محمد یونس کاشمیری انگلینڈ، علامہ حافظ فضل احمد قادری صدر مرکزی جماعت اہلسنّت برطانیہ، علامہ ریاض احمد صمدانی لندن، ممتاز دینی و سیاسی رہنما صاحبزادہ فیض القادری مرحوم لاہور، خطیب شہیر علامہ ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی مرحوم، الحاج قاری

منیر احمد جماعتی مرحوم' مولانا حافظ محمد حمید اختر سلطانی مرحوم گکھڑ' علامہ محمد رفیع الدین مجددی رضوی مرحوم' مجاہد تحریک ختم نبوت علامہ محمد خالد حسن مجددی رضوی' مترجم لفظی ترجمہ قرآن علامہ محمد رضاء المصطفےٰ ظریف القادری رضوی' مفتی اعظم متحدہ عرب امارات علامہ محمد عباس رضوی' فاضل شہیر مفتی محمد رمضان سیالوی خطیب مرکزی جامع مسجد داتا دربار لاہور' مولانا صاحبزادہ سید محمد حسن رضا' صاحبزادہ محمد اظفر (ابن مولانا محمد ایوب رضوی برادر مبلغ اسلام مولانا محمد ابراہیم خوشتر علیہما الرحمۃ) ماریشیس' مولانا حافظ محمد مشتاق احمد سلطانی' مولانا پیر سید شہباز احمد شاہ بخاری' میاں احمد سعید خاں رضوی' مولانا محمد نثار احمد چشتی' حافظ محمد صابر حسین جماعتی نوٹنگھم انگلینڈ' مولانا علی محمد نقشبندی مرحوم' مولانا محمد سلیم اللہ تابانی' مولانا ابوالمنصور محمد صدیق ہریکوٹی' پیر سید محمد انور شاہ بخاری کیلیانوالہ شریف' مولانا محمد اکبر نقشبندی ہریکوٹی' مولانا محمد راشد محمود رضوی مرحوم خطیب راولپنڈی' مولانا محمد حنیف چشتی' مولانا محمد سعید احمد اسعد' مولانا محمد باغ علی رضوی' حافظ شیخ محمد عبدالوحید (زینت پرنٹ) گوجرانوالہ' مولانا حافظ محمد ضیاء الرحمٰن رضوی لاہور' حافظ محمد رفاقت علی چٹھہ مرحوم' الحاج صاحبزادہ محمد داؤد رضوی اور الحاج صاحبزادہ محمد رؤف رضوی وغیرہ ہم۔ (یاد رہے کہ مناظر اسلام پیر سید مراتب علی شاہ' مولانا علامہ صداقت علی فیضی' خواجہ پیر ابوالطاہر محمد نقشبند صدیقی مجددی سلطانی رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ نقشبندیہ رضویہ فیض مصطفےٰ پاکپتن شریف' علامہ محمد عبدالغفار صابری رحمۃ اللہ علیہ برادر اکبر علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ' علامہ سید محمد حبیب الرحمٰن شاہ آزاد کشمیر' علامہ محمد شریف راولپنڈی اور مولانا محمد صدیق نقشبندی رضوی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت نباض قوم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں)

☆ شرفِ ملت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ سے سندِ حدیث شریف حاصل کی تھی۔ راقم الحروف کو بھی حضرت صاحب قبلہ نے شفقت فرماتے ہوئے سند حدیث شریف عنایت فرمائی تھی۔

جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم کی ترقی:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ' اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی اور حضرت شاہ محمد سراج الحق چشتی (رحمۃ اللہ علیہم) کی نسبتوں سے فیضیاب اس دارالعلوم نے تھوڑے عرصے میں ہی ترقی کی منازل طے کرلیں۔ پہلا جلسۂ دستارِ فضیلت شوال المکرم ۱۳۷۴ھ/ جون ۱۹۵۵ء میں منعقد ہوا' جس کی صدارت حضرت محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی بلکہ ۴شوال المکرم ۱۳۸۰ھ/ مارچ ۱۹۶۱ء تک مسلسل سات سالانہ جلسوں کی صدارت حضرت محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت فرماتے ہوئے بنفس نفیس فرمائی۔

اب بفضلہٖ تعالیٰ جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم کا نیو کیمپس ٹمبر مارکیٹ عالم چوک کے قریب تقریباً دو کنال رقبے میں زیرِ تعمیر ہے' جس کا سنگ بنیاد خود حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے ۶ ربیع الاوّل ۱۴۳۲ھ کو رکھا۔ یونہی حافظ آباد روڈ کلر آبادی ۴۸ مرلہ زمین میں مدرسہ کا ایک شعبہ رضائے مصطفیٰ پرائمری اسکول اور سنی رضوی جامع مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ مدرسہ کی دیگر برانچوں اور حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی بنا کردہ مساجد اور مدارس کی تفصیل احوالِ صادق میں ملاحظہ فرمائیں۔

جماعت رضائے مصطفیٰ:

حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی گوجرانوالہ آمد سے قبل اہلسنت کی کوئی فعال تنظیم گوجرانوالہ میں نہ تھی۔ انجمن خدام الصوفیہ فقط زینت المساجد کے انتظامی

امور تک محدود تھی جبکہ عشقِ رسول کے فروغ کیلئے ایک تنظیم کی اشد ضرورت تھی۔ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ نے اس دیرینہ ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء میں نوجوانانِ اہلسنّت کا اجلاس بلایا اور باہمی مشورہ کے بعد جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ فیصلہ یہ کیا گیا کہ جماعت سیاسی کی بجائے تعلیمی، مذہبی اور روحانی میدان میں خدمات انجام دے گی۔ ابتدائی ارکان کی ٹیم بسم اللہ شریف کے حروف کی نسبت سے ۱۹ ر افراد پر مشتمل تھی۔ جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان نے تبلیغی میدان میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ پہلے پہل چوکوں اور بازاروں پر آویزاں فلمی بورڈز اُتار کران کی جگہ پر تبلیغی بورڈ جن پر نصیحت آموز عبارات اور اشعار تحریر تھے لگائے گئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ بعدازاں مختلف تبلیغی اجلاس اور کانفرنسیں اسی جماعت کے پلیٹ فارم سے منعقد ہوتی رہیں۔

☆ جماعت رضائے مصطفیٰ پورے پاکستان میں سرگرم عمل ہے۔ البتہ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد، مرکز اہلسنّت گوجرانوالہ، لاہور، سیالکوٹ، نارووال، خانیوال اور کراچی کے حلقوں میں خوب کام ہورہا ہے۔ جماعت رضائے مصطفیٰ دینی و مذہبی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ رفاہی خدمات بھی انجام دے رہی ہے۔ ۸ ر اکتوبر ۲۰۰۵ء میں آنے والے تباہ کن زلزلے کے متاثرین میں کشمیر جا کر بنفسِ نفیس حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ نے سامان خوردونوش اور کپڑوں کے ساتھ ساتھ نقد رقم بھی تقسیم فرمائی تھی۔

ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کا اجراء:

تبلیغی میدان میں لٹریچر کی اہمیت مسلمہ ہے، جس سے قرآن وسنت کی تعلیمات عام ہونے کے ساتھ ساتھ مخالفین کے اعتراضات کے ہاتھوں ہاتھ جواب

دیئے جا سکیں۔ ابتداءً مخالفین کے پمفلٹوں کے جواب میں درود و سلام کے متعلق اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق پمفلٹ شائع کر کے جماعت رضائے مصطفیٰ کی جانب سے تقسیم کیے گئے لیکن اہلسنت کے مستقل ترجمان کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی جارہی تھی۔ آخر ایک دن حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دیرینہ رفیق الحاج محمد حفیظ نیازی کو بلا کر فرمایا کہ "آپ صحافت سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا ایک ہفت روزہ جس کا نام "رضائے مصطفیٰ" ہوگا' کا ڈیکلریشن حاصل کریں"۔ الحاج محمد حفیظ نیازی نے ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں درخواست دی پھر اس کی منظوری کیلئے کچہری کے بار بار چکر لگائے لیکن دفتر ڈپٹی کمشنر والے لیت و لعل سے کام لیتے رہے۔

بارگاہِ رسالت سے بشارت:

الحاج محمد حفیظ نیازی قادری رضوی کا بیان ہے: اُن دنوں حضرت نباضِ قوم روزانہ لاؤڈ اسپیکر پر بوقت سحر تلاوت' نعت اور ذکر فرمایا کرتے تھے۔ فقیر اور بعض احباب بھی حاضر ہو جاتے تھے۔ ایک شب بوقت سحر خواب دیکھا کہ حضرت موصوف کے پڑھنے کا وقت ہو گیا ہے اور مَیں وضو کر کے مسجد میں آ گیا ہوں۔ صحن عبور کر کے جیسے ہی برآمدہ کے قریب آیا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ برآمدہ میں اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز ادا فرما رہے ہیں اور دوسری رکعت کے قیام میں ہیں اور قریب مولانا ابوداؤد محمد صادق نماز مکمل ہونے کے انتظار میں ہیں۔ میں بھی ان کے پیچھے بیٹھ گیا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکعت پوری فرمائی۔ سلام پھیرا اور قریب بیٹھے ہوئے مولانا ابوداؤد صاحب کا کندھا تھپتھپایا۔ مولانا موصوف معمول کے مطابق اُٹھ کر گھر کی طرف گئے جبکہ

حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے مجھے ارشاد فرمایا "مبارک دے دینا" پھر فقیر کی آنکھ کھل گئی۔ بدن میں مسرت کی لہر سرایت ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ جلدی جلدی وضو کیا اور مسجد آ گیا۔ حضرت نباضِ قوم نے حسب معمول پڑھنا شروع کیا۔ پھر ختم کر کے اپنے دفتر میں آ گئے۔ مگر خلافِ معمول مطالعہ کی بجائے لائٹ بند کر کے بیٹھ گئے۔ مَیں بھی قریب بیٹھ گیا' کچھ دیر کیفیت سی طاری رہی' پھر فرمایا "نیازی صاحب! کوئی بات سناؤ" مَیں خاموش رہا' پھر فرمایا "کوئی بات سناؤ" مَیں خاموش رہا' پھر فرمایا "کوئی بات سناؤ!" مَیں پھر خاموش رہا' کچھ دیر بعد پھر فرمایا "کوئی بات سناؤ" فقیر نے خواب من وعن سنا دیا۔ آبدیدہ ہو کر کہا "جگہ دکھاؤ جہاں رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے" پھر اسی جگہ خواب دوبارہ سنا اور بعد نمازِ فجر چند ایک نمازیوں کے ہمراہ پھر سنا اور فرمایا "یہ تحدیث نعمت ہے' جھجکو نہیں"۔

☆ اسی روز دس بجے کے قریب ڈاکخانہ سے ڈاک لے کر آیا تو اس میں ڈپٹی کمشنر کا خط تھا کہ میرے دفتر آ کر ڈیکلریشن لے جائیں۔ اُسی وقت کچہری جا کر ڈیکلریشن وصول کیا اور حضرت نباضِ قوم کی خدمت میں پیش کر دیا کہ "یہ ہے مبارک جو رسول اللہ ﷺ نے خواب میں ارشاد فرمائی" (فیضان صادق ص ۸۷، باختصار)

☆ رضائے مصطفےٰ کا پہلا شمارہ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ / اپریل ۱۹۵۷ء کو شائع ہوا۔ چونکہ رضائے مصطفےٰ کو سرکارِ دو عالم ﷺ کا فیضان حاصل تھا' یہی وجہ ہے کہ ہزاروں آندھیوں اور طوفانوں کے باوجود "رضائے مصطفےٰ" کی کشتی جانب منزل رواں دواں رہی۔ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ / فروری ۱۹۶۱ء میں جبری بندش کے بعد رجب ۱۳۸۲ھ / دسمبر ۱۹۶۲ء کو دوبارہ شائع ہونا شروع ہوا تو تا حال مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ میں اہلسنت کے اس مقبول و محبوب ترجمان کی مسلسل

اشاعت کے پچاس برس مکمل ہونے پر عظیم الشان جشن مرکز اہلسنت زینت المساجد میں منعقد ہوا' جس میں شہزادۂ صدر الشریعہ محدثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ مصباحی اور خطیب الاسلام پیر سید شبیر حسین شاہ حافظ آبادی نے بیانات فرمائے۔ ایسا ہی عظیم الشان جشن گوجرانوالہ کے معروف بھٹی میرج ہال میں حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں منعقد ہوا' جس میں خاص طور پر حضرت صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم رضوی رحمۃ اللہ علیہ اور کراچی سے پیر سید وجاہت رسول قادری صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا رونق افروز ہوئے۔ پھر تو سال بھر ملک کے طول و عرض میں اہلسنت کے ترجمان کی خدمات کے اعتراف میں جشن کا سلسلہ جاری رہا۔ اس سلسلے کا نقطۂ عروج حضرت سیدنا داتا گنج بخش فیض عالم علی بن عثمان الہجویری حسنی حسینی کریم رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ منعقد ہونے والا عظیم الشان فقید المثال جشن ہے' جو ۲۶ فروری ۲۰۰۹ء / یکم ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ بروز جمعرات منعقد ہوا' اس ایمان افروز اور پُر کیف جشن کی خاص بات یہ ہے کہ اس کی حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف صدارت فرمائی بلکہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبوؤں سے مہکتا ہوا بیان بھی فرمایا۔ دورانِ خطاب آپ نے حاضرین کو ربیع الاوّل کا چاند نظر آنے کی مبارک باد ارشاد فرمائی اور فرمایا کہ "ماشاء اللہ چند گھنٹے قبل ربیع الاوّل شریف کا چاند طلوع ہوا ہے' چنانچہ جشن رضائے مصطفیٰ کی برکت سے آج کا پروگرام جشن میلاد مصطفیٰ میں تبدیل ہو گیا ہے"۔

قارئین کرام! ماہنامہ رضائے مصطفیٰ آج بھی دینی صحافت کے اُفق پر آفتاب و مہتاب بن کر چمک رہا ہے۔ صاحبزادگان والا شان مدیر رضائے مصطفیٰ کی خوب معاونت کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ یہ آفتابِ سنّیت اور ماہتابِ رضویت سدا یونہی چمکتا دمکتا رہے اور اس کے نور و روشنی میں روز بروز اضافہ ہی اضافہ ہو۔

مکتبہ رضائے مصطفیٰ:

اہلسنت کا لٹریچر زیادہ سے زیادہ شائع کرنے کیلئے رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ/ اپریل ۱۹۵۷ء میں مکتبہ رضائے مصطفیٰ کا قیام عمل میں لایا گیا جو بفضلہٖ تعالیٰ اب تک سینکڑوں کتب شائع کر کے پورے ملک میں تقسیم کر چکا ہے۔

نباضِ قوم عشق و وفا کی امتحان گاہ میں:

حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی مجاہدانہ تبلیغی مساعی سے گھبرا کر مخالفین نے آپ پر جھوٹے مقدمات بنوانے شروع کر دیئے لیکن مجال ہے کہ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کے پائے استقامت میں کوئی لغزش آئی ہو۔ آپ نے خندہ پیشانی سے ان تمام مشکلات کا سامنا کیا۔ راشی افسروں کو رشوت دے کر آپ کو ہتھکڑی لگا کر بہاولپور اور میانوالی تک قیدی بنا کر طویل سفر کرائے گئے، نظر بند رکھا گیا، شہر سے اخراج اور قتل وغیرہ کی دھمکیاں بھی دی گئیں، حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کتاب لکھنے کے "جرم" میں آپ پر معاذ اللہ دہشت گردی کا جھوٹا مقدمہ بنا دیا گیا۔ درج ذیل سطور میں آپ کی قید و بند کی تواریخ درج کی جا رہی ہیں جبکہ تفصیلات فیضانِ صادق اور احوالِ صادق میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ پہلی مرتبہ، رجب المرجب ۱۳۷۲ھ/ مارچ ۱۹۵۳ء (۹۰ دن، ملتان جیل) تحریک ختم نبوت ☆ دوسری مرتبہ، ۱۳ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ/ ۳۱ جولائی ۱۹۵۸ء

☆ تیسری مرتبہ، ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ/ ۱۷ دسمبر ۱۹۵۸ء (۹۰ دن)

☆ چوتھی مرتبہ، ۵ صفر المظفر ۱۳۷۹ھ/ ۱۱ اگست ۱۹۵۹ء (۶۷ دن، بہاولپور جیل) ☆ پانچویں مرتبہ، ۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ/ ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۵ء (۲۵ دن، میانوالی جیل)

☆ چھٹی مرتبہ، ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۹۷ھ/ ۱۵ اپریل ۱۹۷۷ء (۱۱ دن، گوجرانوالہ جیل)

حضرت طارق سلطان پوری نے کیا خوب کہا ہے:۔

بہ آسانی بسر کرسکتا تھا زیست ...... مگر اس نے چنی راہِ عزیمت

یہ خوش بختی بہ جرم نعرۂ حق ...... اُسے حاصل ہے اعزازِ اسارت

ایک مرتبہ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مناظرِ اسلام مولانا علامہ محمد عنایت اللہ سانگلہ ہل والے بھی اسیر تھے۔ حضرت محدثِ اعظم نے ان دونوں حضرات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ دونوں حضرات سنیوں کے شیر ہیں اور شیر ہی سلاخوں کے پیچھے رکھے جاتے ہیں''۔

حاضریٔ حرمین شریفین:

حاضریٔ حرمین شریفین کیلئے ہر عاشقِ رسول ترستا ہے۔ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بارگاہِ رسالت کی حاضری اور حج بیت اللہ شریف کی شدید خواہش تھی۔ آخر ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء کا سال نوید حج وزیارت لایا۔ کرم بالائے کرم یہ کہ محسنہ و مشفقہ والدہ مکرمہ مرحومہ مغفورہ رحمۃ اللہ علیہا اور ہمشیرہ محترمہ بھی ہمراہ تھیں۔ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ جو سچی عقیدت رکھنے والی نیک و پرہیزگار خاتون تھیں، جن کی تربیت اور ہمت کی بدولت حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ علمِ دین کی جانب راغب ہوئے، جو مدینہ منورہ حاضری کی ایسی تڑپ رکھتی تھیں کہ حج کے سفرناموں اور حاجیوں کی زبانی حرمین شریفین کے حالات سُن کر دل کو تسکین دیتی تھیں۔ اور بڑی محبت وسوز سے یہ اشعار پڑھا کرتی تھیں:

؎ دیئے سبھی نے رنج پہ رنج مجھے ...... میرے مولا بلا لو مدینے مجھے

اور بزبان پنجابی یہ پڑھتیں:

؎ مَیں تے بلبل ہاں باغ مدینہ دی ...... مَیں کی کرنا گلزاراں نوں

حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ نے عین جوانی کے عالم میں حج کی سعادت پائی۔ اس

شرف کے پس منظر میں محسوس ہوتا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا سچا جذبہ اور دعائیں بھی شامل تھیں، جس کی وجہ سے یہ سعادت میسر آئی اور حج وعمرہ کے علاوہ اس سہ رُکنی قافلہ کو مدینہ منورہ میں ۱۳۱ روز تک حاضری میسر رہی۔ یہ سفر بذریعہ بحری جہاز ہوا۔ تقریباً چار ماہ حاضری کے بعد آپ کراچی تشریف لائے اور بذریعہ ریل گوجرانوالہ تشریف فرما ہوئے۔ راقم الحروف کے والد گرامی الحاج رشید احمد چغتائی احوالِ صادق میں رقمطراز ہیں: حضرت نباضِ قوم جب حج وزیارت سے مشرف ہو کر اور پیارے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری دے کر واپس آ رہے تھے تو میں مونگ سول انجینئرنگ کالج سے تعلیم مکمل کر کے واپس آ چکا تھا اور ہر آن منتظر تھا کہ کب آپ کی واپسی کی اطلاع ملتی ہے۔ آخر ایک شام کراچی سے تار آیا کہ کل بذریعہ ٹرین گوجرانوالہ پہنچیں گے۔ مجھے یہ خیال آیا کہ لاہور اور گوجرانوالہ کے اسٹیشنوں پر تو بے حد رش ہوگا اور ہجوم میں دل مطمئن نہ ہوگا لہٰذا اسی شام مصطفیٰ آباد (رائے ونڈ) چلا گیا، صبح جب ٹرین آئی تو زیارت سے مشرف ہوا۔ رائے ونڈ سے لاہور تک خوب باتیں عرض کیں اور حالات سنے۔ جب لاہور اسٹیشن پہنچے تو استقبال کیلئے جم غفیر حاضر تھا۔ معاً اطلاع ملی کہ حضرت محدثِ اعظم سیدی قبلہ شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد بھی استقبال کیلئے بنفس نفیس تشریف لائے ہوئے ہیں تو حضرت نباضِ قوم فوراً حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے کہ بغیر اطلاع یابی کہ سرکار از خود تشریف لے آئے کہ خود تو ان کو اس امر کی تکلیف نہیں دی جا سکتی تھی لیکن آپ کی کمال شفقت کہ اپنے خادم خاص وخلیفۂ اوّل کے استقبال کیلئے خود تشریف لے آئے۔ ریلوے اسٹاف نے پلیٹ فارم پر ہی کرسیوں کا انتظام کر دیا۔ کافی دیر تک سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہوتی رہیں۔ مجمع کی عقیدت والفت کے پیش نظر گارڈ نے کچھ وقت کیلئے ٹرین لیٹ کر دی۔ بالآخر جب ٹرین روانہ ہوئی تو خدام اتنی کثرت

سے ہمراہ تھے کہ ڈبوں میں جگہ نہ ملتی تھی۔ گوجرانوالہ میں ہجوم اتنا کثیر تھا کہ حد نگاہ تک سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ گویا استقبال کیلئے سارا شہر امڈ پڑا تھا۔ زینت المساجد کا راستہ جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ جگہ جگہ لوگ جلوس روک کر مصافحہ و معانقہ کی سعادت حاصل کر رہے تھے، کافی دیر بعد یہ استقبالی جلوس حضرت نباضِ قوم کو لے کر زینت المساجد پہنچا۔ (احوالِ صادق)

بعد میں حضرت نباضِ قوم کو محدثِ اعظم پاکستان نے شاہی مسجد فیصل آباد بلوا کر تقریر کروائی، حرمین طیبین حاضری کے واقعات سُن کر بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔ پھر کچھ عرصہ بعد حضرت محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ تشریف لائے تو مرکزی جامع مسجد زینت المساجد سے متصل ملحقہ کمرے میں نعت خوانی شروع ہو گئی۔ مولانا سید مراتب علی شاہ صاحب نے حضرت مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی شہرۂ آفاق نعت شریف ''عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ...... کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ'' پڑھنا شروع کر دی۔

اسی دوران حضرت محدثِ اعظم نے فی البدیہہ درج ذیل دو اشعار کا اضافہ فرمایا:

ہوئے جب سے حاضر ہیں روضہ پہ تیرے...... جبھی سے ہیں صادق نثارِ مدینہ

کبھی گردِ کعبہ کبھی پیشِ روضہ...... مَیں قربانِ مکہ نثارِ مدینہ

یاد رہے مندرجہ بالا یہ سفر بغیر تصویر بنوائے ہوا تھا۔ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ و پرہیزگاری کا یہ رُخ بھی قابل توجہ ہے کہ تصویر سازی سے بچنے کیلئے آپ نے شناختی کارڈ بھی نہیں بنوایا۔ ۱۹۸۱ء میں کسی عقیدت مند نے سپانسر اسکیم کے تحت آپ کو حج کی پیشکش کی۔ آپ نے کوشش فرمائی کہ بغیر تصویر حج کی اجازت مل جائے لیکن بسیار کوشش کے باوجود اجازت نہ ملی اور تصویر کھنچوا کر آپ نے حرمین شریفین جانا گوارا نہ فرمایا۔ حج ڈرافٹ واپس کر دیا گیا لیکن اسے کیا کہیے کہ مولانا

الحاج محمد حفیظ نیازی کا بیان ہے کہ اس سال حجاج کرام جب واپس لوٹے تو ایک حاجی صاحب مجھ سے پوچھنے لگے کہ ''مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب حج شریف سے واپس آگئے ہیں یا نہیں؟''۔ میں نے عرض کیا کہ ''وہ تو اس سال حج پر گئے ہی نہیں'' وہ کہنے لگے کہ ''یہ کیسے ہوسکتا ہے' میں نے انہیں خود کعبہ شریف کا طواف کرتے دیکھا ہے''۔ ایک اور حاجی صاحب نے بتایا ''حضرت نباضِ قوم مجھ سے چند قدم آگے طواف کر رہے تھے' خیال تھا کہ دوسرے چکر میں مصافحہ کروں گا لیکن پھر ملاقات نہ ہوئی''۔ تیسرے حاجی صاحب نے بتایا کہ ''مدینہ منورہ میں مواجہہ شریف کے سامنے حضرت مولانا محمد صادق صاحب مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر موجود تھے''۔ ان بیانات سے یہ نتیجہ نکلا کہ اس سال حضرت نباضِ قوم کو حج بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ کی روحانی حاضری میسر آئی تھی۔ یادر ہے کہ اس سال کے علاوہ بھی ماشاء اللہ احباب حرمین شریفین میں حضرت نباضِ قوم کے نظر آنے کا تذکرہ کرتے رہے ہیں۔ (فیضانِ صادق ص ۸۹ باختصار)

اخلاق وعادات:

حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق و عادات مثالی تھے۔ آپ کی ایک ایک ادا سے عشقِ رسول کا ظہور ہوتا تھا۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی آپ کی فطرتِ ثانیہ بن چکی تھی۔ تقویٰ و پرہیزگاری آپ کی پہچان بن چکی تھی۔ سخاوت' قناعت' عفوو درگزر' شرم وحیا' حلم' بردباری' مہمان نوازی جیسے اوصاف آپ میں بدرجۂ اتم پائے جاتے تھے۔ خلافِ شرع رسومات وتقریبات میں شرکت نہیں فرماتے تھے۔ عاجزی وانکساری آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ غرور وتکبر کا نام تک بھی نہیں تھا۔ اس کے باوجود رعب ودبدبہ اتنا تھا کہ بڑے بڑوں کی زبانیں آپ کے سامنے گنگ رہتی تھیں۔ حق گوئی اور بے باکی آپ کا وطیرہ تھا۔ چاہے کوئی راضی

ہو یا ناراض‘ بڑا ہو یا چھوٹا آپ کلمۂ حق کہہ کر ہی دم لیتے تھے۔ صدر ضیاء الحق سے ملاقات میں اسے تلقین کی کہ اس کی بیوی سر پر دوپٹہ لے اور غیر محرم مردوں سے ہاتھ ملانے سے گریز کرے۔ یونہی صدر رفیق تارڑ سے ملاقات میں حیا سوز فلموں اور ڈراموں کے خلاف عملی اقدام کا مطالبہ کیا۔ صاف ستھرا اور سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے۔ نماز میں بالخصوص اور دیگر اوقات میں بالعموم نفاست سے بندھا ہوا خوبصورت عمامہ زیب سر ہوتا تھا۔ سردیوں میں شیروانی بھی لباس میں شامل ہوتی تھی۔ کبھی کبھی خاص ایام میں عربی جبہ بھی زیب تن فرماتے تھے۔ آواز‘ رعب دار‘ صاف اور بھاری تھی اور شیریں ایسی تھی کہ کانوں میں رَس گھولتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ کھانا سادہ اور قلیل مقدار میں کھاتے تھے‘ یہی وجہ ہے کہ عمر کے کسی بھی دور میں موٹاپا لاحق نہ ہوا۔ کھانے میں خالص گھی اور خالص چیزیں استعمال کرنے کا اہتمام کرتے تھے۔ ابتدائی ایام میں داڑھی مبارک میں مہندی لگاتے تھے‘ حنائی رنگ کے بال بہت بھلے معلوم ہوتے تھے لیکن آخری عمر میں مہندی کا معمول ترک فرما دیا تھا۔ مردوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانے سے منع فرماتے تھے۔ وقت کی بہت قدر کرتے تھے اور اسے ضائع نہیں ہونے دیتے تھے۔ تمام کام وقت کی پابندی سے انجام دیتے تھے۔ جہاں تقریر کیلئے تشریف لے جاتے تو نذرانے کا مطالبہ نہیں کرتے تھے‘ جیسا کہ آج کل نعت خوانوں اور واعظین پر نوٹ نچھاور کیے جاتے ہیں‘ ایسے نہیں کرنے دیتے تھے۔ واپسی پر اگر کوئی بہت اصرار کرتا تو نذرانہ قبول فرما لیتے تھے۔ ہمیشہ باخبر رہتے اور احباب کو باخبر رکھتے تھے۔ فضول گوئی قطعاً نہیں کرتے تھے۔ راقم الحروف تقریباً پینتیس برس آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا‘ اس عرصے میں کبھی بھی کوئی فالتو بات کرتے نہیں دیکھا‘ نہ ہی کوئی ٹھٹھہ مذاق کرتے پایا۔ کبھی کبھی مسکرا کر ہلکی سی خوش طبعی فرما لیتے تھے۔ تحفہ دینے کی سنت پر کاربند

تھے۔ کسی کے ہاں تشریف لے جاتے تو اکثر تحفہ ضرور لے جاتے۔ محبین میں سے کوئی بیمار ہوتا تو بیمار پرسی ضرور کرتے تھے' یونہی جنازوں میں بھی حتی الامکان شرکت فرماتے تھے۔ الغرض آپ کو قسامِ ازل نے اخلاق کریمانہ سے خوب نوازا تھا۔

ملی و سیاسی خدمات:

حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بہت مصروف تھی۔ تدریس' تقریر' تصنیف' تبلیغ سے وقت بچتا ہی نہیں تھا لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ قوم کسی مشکل صورت حال سے دوچار ہو یا دین کی بے حرمتی ہو اور آپ خاموش رہیں۔ ان مواقع پر آپ نے خود آگے بڑھ کر قائدانہ کردار ادا کیا۔ آپ کی گوجرانوالہ آمد کے فوراً بعد تحریک ختم نبوت شروع ہوگئی' جس میں آپ نے علیحدہ تشخص برقرار رکھتے ہوئے بھرپور حصہ لیا۔ شہر میں آپ کی تقریر کا اعلان ہوتا تو لوگ دیوانہ وار آپ کی تقریر سننے کیلئے جمع ہو جاتے۔ حکومت نے آپ کو گرفتار کرلیا۔ ۹۰ روز آپ جیل میں رہے۔ جیل میں مخالفین اپنی آنکھوں سے آپ کے علم و عمل کو پرکھتے رہے اور جب رہا ہونے کے بعد جیل سے باہر آئے تو برملا کہہ رہے تھے ''مولوی محمد صادق اس قابل ہے کہ اس کے پاؤں دھو کر پیئے جائیں''۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں آپ نے خود محاذ پر جا کر آیت کریمہ پڑھے ہوئے چنوں کے کئی توڑے فوجیوں میں تقسیم کیئے۔ فوجیوں کی طرف سے پاکٹ سائز قرآنِ پاک کی فرمائش ہوئی تو آپ نے سینکڑوں پاکٹ سائز قرآن پاک فوجیوں میں تقسیم کیئے۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جمعیت علمائے پاکستان نے انتخاب لڑنے کا فیصلہ کیا تو شہری حلقے سے آپ کو اُمیدوار بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ آپ نے ذاتی طور پر الیکشن کو ناپسند کرتے ہوئے بھی حضرت مولانا صاحبزادہ فضل الرحمٰن مدنی اور پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری کے اصرار پر اُمیدوار بننا قبول کیا۔ پیپلز پارٹی کے امیدوار کے بعد سب سے زیادہ ووٹ

آپ کو ملے، مسلم لیگ، جماعت اسلامی، جمعیت علمائے اسلام وغیرہ کے اُمیدوار سب پیچھے رہ گئے۔ ۱۹۷۰ء میں ہی جب دارالسلام ٹوبہ میں سنی کانفرنس منعقد ہوئی تو آپ بہت بڑے قافلے کے ہمراہ شریک ہوئے اور جب نباضِ قوم نے یہ نظم:

جاگ اُٹھے ہیں اہلسنّت گونج اُٹھا یہ نعرہ ہے
دور ہٹو اے دشمنِ ملّت پاکستان ہمارا ہے

پڑھی تو کانفرنس کی رونق دوبالا ہوگئی۔ یونہی میلاد مصطفےٰ کانفرنس رائے ونڈ، سنی کانفرنس ملتان میں ہزاروں افراد کے ہمراہ شرکت فرمائی۔ لاہور میں غالباً حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزارِ اقدس کی بے حرمتی کے خلاف ہونے والے احتجاج میں بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ راقم الحروف نے خود دیکھا کہ آپ پیدل تشریف لے جا رہے ہیں، اگر کوئی احباب اردگرد اکٹھے ہونے لگتے تو انہیں منع فرما کر تیز تیز چلتے رہے۔

تصنیفاتِ مبارکہ:

حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر و تبلیغ اور تدریس کی بے پناہ مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔ آپ کی چند اہم کتب کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

☆ نورانی حقائق ☆ تاریخی حقائق ☆ روحانی حقائق ☆ براہین صادق ☆ جشن میلاد ناجائز کیوں؟ ☆ تحفۂ معراج اور حقانیت اہلسنّت ☆ یادگارِ خلیل و حقانیتِ اہلسنّت ☆ مسلکِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ☆ مسلکِ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ☆ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور گیارھویں شریف ☆ مختصر حیاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ☆ مختصر تذکرۂ محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ ☆ سوانح شہید اہلسنّت (مولانا محمد اکرم رضوی رحمۃ اللہ علیہ) ☆ محمد پناہ اور جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء ☆ دعوتِ عمل (وغیرہم)

مقبولِ عام اشتہارات:

عقائد و مسائل اور درسِ عمل کو اپنے اندر سموئے ہوئے مختلف موضوعات پر مشتمل آپ کے اشتہارات عرب وعجم اور یورپ و ایشیا میں لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر پھیل چکے ہیں۔ راقم الحروف نے بڑی دور افتادہ مساجد میں بھی یہ اشتہارات آویزاں دیکھے ہیں۔ مختصر وقت میں اور ایک ہی نشست میں پڑھے جانے والے یہ اشتہارات فروغِ عشقِ رسول اور مسلکِ اہلسنت کی اشاعت میں زبردست معاون ثابت ہوئے ہیں۔ علمائے اہلسنت کے اصرار پر انہی اشتہارات کو کتابی شکل میں "براہینِ صادق" کے نام سے یکجا کیا گیا ہے۔

بیعت و خلافت:

حضرت نباضِ قوم علامہ الحاج مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے خلافت عنایت فرمائی تھی، جس کی وجہ سے آپ کو حضور محدثِ اعظم پاکستان کا خلیفۂ اوّل اور خلیفۂ بلافصل بھی کہا جاتا ہے بلکہ شہزادۂ محدثِ اعظم صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم رضوی رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے تھے "صوفیٔ باصفا، عالم باعمل، پیرِ طریقت حضرت علامہ مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق دامت برکاتہم العالیہ میرے والد بزرگوار حضرت محدثِ اعظم پاکستان کے خلیفۂ اعظم ہیں"۔ خود حضرت محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا "مولانا محمد صادق صاحب عالم باعمل ہیں، ان کا سلسلہ حضور نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ہے۔ اگر مولانا جیسے نیکوکار پرہیزگار، صوفی منش عالم دین بیعت سے ہاتھ روکیں گے تو مذہب کو نقصانِ عظیم پہنچے گا"۔ (فیضانِ صادق ص ۱۴۰)

پھر مزید کرم فرماتے ہوئے شجرۂ مبارکہ کا یہ شعر بھی خود ہی تجویز فرمایا:

؎ زینتِ صدق و صفا سے کر مجھے آراستہ...... مرشدی صادق محمد باصفا کے واسطے

شہزادۂ اعلیٰ حضرت کی عنایات:

شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت نباضِ قوم کی خدماتِ دینیہ بالخصوص رضویات کی خدمت کے حوالے سے بہت خوش تھے۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کا باقاعدگی سے مطالعہ فرماتے تھے۔ اس کا پوسٹر رضوی دارالافتاء میں اپنی نشست گاہ میں لگوا رکھا تھا۔ خود بھی رضائے مصطفیٰ کے خریدار تھے اور سینکڑوں خریدار بنائے۔ پھر مزید شفقت فرماتے ہوئے پاسبانِ مسلکِ رضا اور نباضِ قوم کے القابات عنایت فرمائے۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے وقت کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہوئے اور زمانے کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے عام فہم انداز میں مسلکِ اہلسنّت کی نشر و اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ کرم بالائے کرم یہ فرمایا کہ ۶ ربیع الاوّل ۱۴۰۱ھ کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی اجازت و خلافت کے شرف سے بھی مشرف فرمایا۔

قطبِ مدینہ کی توجہات:

خلیفۂ اعلیٰ حضرت قطب مدینہ مولانا محمد ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ بھی رضائے مصطفیٰ اور بانیٔ رضائے مصطفیٰ کی خدمات کے معترف تھے اور اکثر و بیشتر دعائیہ کلمات سے یاد فرماتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت نباضِ قوم کے متعلق فرمایا "بڑے تقوے والا بزرگ ہے"۔ جب حضرت نباضِ قوم حج بیت اللہ شریف کے موقع پر مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو حضرت قطب مدینہ کے آستانہ پر روزانہ ہونے والی محفل میلاد میں انہی کے حکم سے کئی مرتبہ بیان کا شرف بھی ملا۔ خاص کرم یہ فرمایا کہ حضرت نباضِ قوم کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی اجازت و خلافت کے شرف سے مشرف فرمایا۔

مریدین کی اصلاح و تربیت:

حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کو ذریعۂ تجارت اور وسیلۂ شہرت نہیں

بنایا۔ مریدین کی کڑی اصلاح اور سخت تربیت فرمائی۔ رسمی اور رواجی طور پر مرید بننے والوں کی حوصلہ شکنی فرمائی۔ زمانہ گواہ ہے کہ آپ نے مریدین کی کثرت کی خواہش کبھی نہیں فرمائی' اس کے باوجود آپ کے مریدین کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ آپ مریدین کو نماز' روزہ کی پابندی' سنتِ رسول کی پیروی اور حقوق العباد کی ادائیگی کی سخت تاکید فرماتے تھے۔ وقتاً فوقتاً ان سے ان امور کی پابندی اور گھر میں دینی ماحول سے متعلق سوالات فرماتے رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت وسنت کی پابندی آپ کے مریدین کا امتیازی وصف بن چکا ہے۔

خلفائے کرام:

حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کی خصوصی تربیت فرماتے اور اس پر سخت نگرانی کرتے ایسے ہی جلدی سے کسی کو خلافت نہیں دیتے تھے لیکن آخری عمر میں اس شرط کو کچھ نرم فرمادیا تاکہ خلقِ خدا سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی برکات اور سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی کریم بغدادی رضی اللہ عنہ کی نسبت سے مشرف ہوجائے۔

چند اہم خلفائے کرام کے نام درج ذیل ہیں:

☆ استاذ العلماء مفتی محمد حاکم علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ ☆ فخر السادات مولانا سید محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ☆ صوفی باصفا سید محمد لیاقت علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ ☆ شیخ الفقہ مفتی محمد عبداللطیف قادری رحمۃ اللہ علیہ ☆ شہیدِ میلاد مصطفٰے علامہ محمد اکرم رضوی رحمۃ اللہ علیہ ☆ رفیق خاص مولانا الحاج محمد حفیظ نیازی ☆ خلفِ اکبر صاحبزادہ الحاج ابوالرضا محمد داؤد رضوی ☆ خلفِ اصغر صاحبزادہ الحاج محمد رؤف رضوی۔

❖ درجِ ذیل خوش نصیب وہ ہیں جنہیں مولانا الحاج صاحبزادہ محمد رؤف رضوی کی خواہش اور فرمائش پر نباض قوم رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت عنایت فرمائی۔

☆ مناظر اسلام علامہ پیر سید مراتب علی شاہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ سہلو کے شریف

☆ فاضلِ شہیر علامہ سید وجاہت رسول قادری صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل ☆ مولانا علامہ محمد حسن علی رضوی مہتمم انوارالقادریہ میلسی ☆ علامہ مفتی گل احمد عتیقی شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ داتا دربار لاہور ☆ علامہ مفتی احمد میاں برکاتی مہتمم دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد ☆ ادیبِ شہیر پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ ایڈیٹر "جہانِ رضا" لاہور ☆ علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ☆ علامہ احمد حسین قاسم الحیدری بانی انجمن احباب اہلسنّت سہنسہ آزاد کشمیر ☆ علامہ محمد سعید قمر سیالوی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد ☆ علامہ حافظ خادم حسین رضوی امیر فدایانِ ختم نبوت ☆ علامہ مولانا محمد بشیر مصطفوی، میرپور آزاد کشمیر ☆ عالمی مبلغ اسلام علامہ محمد عباس رضوی مفتیٔ احناف متحدہ عرب امارات ☆ خطیب لاثانی علامہ محمد منور حسین عثمانی رضوی مرید کے ☆ شیر خانیوال صوفی محمد عبدالحق رضوی رحمۃ اللہ علیہ ☆ علامہ صاحبزادہ رضائے مصطفےٰ نقشبندی مہتمم جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور ☆ مولانا غلام محمد رضوی خوشاب ☆ مولانا محمد عبدالغفور قادری رحمۃ اللہ علیہ صادق آباد ☆ مولانا محمد عبدالرزاق قادری، نورکوٹ ☆ مفتی محمد جنید قادری رضوی، کراچی ☆ مولانا محمد عنایت اللہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ، حمزہ غوث سیالکوٹ ☆ صوفی محمد عبدالرشید قادری، نارووال ☆ مولانا محمد قاسم قادری ☆ مفتی محمد یعقوب قادری رحمۃ اللہ علیہ ☆ مولانا محمد احسان الٰہی رضوی نارنگ منڈی (وغیرہم)

صاحبزادگان والاشان:

۲۴ رجب المرجب ۱۳۷۹ھ / ۲۴ جنوری ۱۹۶۰ء میں حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی ازدواجی زندگی کی ابتداء ہوئی۔ آپ کا عقدِ نکاح امیر ملّت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کے مریدِ خاص حضرت مولانا حافظ محمد رمضان جماعتی رحمۃ اللہ علیہ کی نیک، پارسا صاحبزادی صاحبہ سے ہوا۔ حضرت مولانا حافظ

محمد رمضان جماعتی بڑے زور کے حافظ تھے' ۲۷ مصلے سنانے کی سعادت سے مشرف تھے۔ ایک مرتبہ راقم الحروف سے انہوں نے خود فرمایا تھا کہ انہوں نے پشاور کی مسجد مہابت خان میں دو رکعت میں مکمل قرآن پاک سنانے کی سعادت پائی تھی' جب ان دونوں نیک گھرانوں کا رشتہ جڑا تو نتیجہ بھی بڑا صالح برآمد ہوا۔ حضرت نباضِ قوم کو اللہ نے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں عنایت فرمائیں...... چھوٹی صاحبزادی صاحبہ یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ اور بڑے صاحبزادے یکم محرم ۱۳۸۶ھ کو انتقال فرما گئے جبکہ بڑی صاحبزادی صاحبہ نے ۶ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ کو وصال فرمایا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

❖ دو صاحبزادے ماشاء اللہ بقید حیات ہیں۔

☆ خلفِ اکبر مولانا صاحبزادہ الحاج ابوالرضا محمد داؤد صاحب قادری رضوی یکم صفر المظفر ۱۳۸۸ھ/ اپریل ۱۹۶۸ء میں پیدا ہوئے۔ درسِ نظامی کی تمام کتب جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم میں پڑھنے کے بعد دورۂ حدیث شریف جامعہ رضویہ فیصل آباد سے کر کے ۱۴۱۱ھ/ ۶ فروری ۱۹۹۱ء کو فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ اپنے والد ماجد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے سراپا اخلاص و مروّت' مخلص مدرس' شیریں بیاں مقرر اور باعمل عالم ہیں۔ ملک کے طول و عرض میں والد صاحب قبلہ کے مریدین کی دعوت پر تشریف لے جا کر محافل میں بیان فرماتے ہیں۔ آپ کی آواز و انداز میں والد ماجد کا رنگ جھلکتا ہے۔ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ ان سے بہت خوش تھے۔ ایک روز راقم الحروف حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا اور الحاج صاحبزادہ محمد داؤد رضوی مہمانوں کو کھانا دیتے ہوئے سنت طریقے کے مطابق کھانا کھانے کی تلقین فرما رہے تھے۔ آپ کی آواز اندر کمرے میں آ رہی تھی جسے سُن کر حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہو رہے تھے اور مسلسل مسکراتے چلے جا رہے تھے۔ ظاہر ہے خوشی

اس بات کی تھی کہ آپ کے صاحبزادے آپ کے مشن اور بیعت وارشاد کے منصب کو بخوبی نبھارہے ہیں۔ اللہ پاک آپ کو مزید برکتوں سے مالامال فرمائے۔

☆ خلفِ اصغر مولانا صاحبزادہ الحاج محمد رؤف صاحب قادری رضوی کی ولادت ۴ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ/ ۱۰ فروری ۱۹۸۱ء کو ہوئی۔ آپ نے بھی درسِ نظامی کی تمام کتب جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم میں پڑھنے کے بعد دورۂ حدیث شریف جامعہ رضویہ فیصل آباد سے کیا اور ۳۰ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ/ اکتوبر ۲۰۰۱ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کے علالت کے ایام میں سائے کی طرح آپ کے ساتھ رہے' ملک بھر سے آنے والے علماء و مشائخ نے آپ کی اس خدمت کو نئی نسل کیلئے مثال اور لائقِ تقلید قرار دیا......

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مرتبہ والد ماجد کی خدمت کی وجہ سے آپ کو جنتی قرار دیا۔ آپ کی خدمت سے حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش تھے اور بے حساب دعائیں آپ کو عنایت فرماتے تھے۔ آپ کا میلان تقریر کی بجائے تحریر کی جانب زیادہ ہے......

حضرتِ نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کے رفیقِ خاص الحاج محمد حفیظ نیازی مدیر ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کے ضعف و علالت کی وجہ سے ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کی تیاری سے لے کر کمپوزنگ و پروف ریڈنگ کے تمام عمل کی آپ خود نگرانی فرماتے ہیں۔ اُردو ادب سے آپ کا لگاؤ بہت ہے' سینکڑوں نعتیہ اشعار آپ کو زبانی یاد ہیں' حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ آپ کو اپنے ساتھ جلسوں پہ لے جاتے اور اپنے خطاب سے پہلے آپ کو نعت شریف پڑھنے کا حکم فرماتے' صاحبزادہ صاحب موصوف پاسبانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی موجودگی میں کلامِ اعلیٰ حضرت پڑھتے تو سماں باندھ دیتے' اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو مزید علمی و عملی ترقیوں سے نوازے۔ آمین

ولیٔ کامل کا سفرِ آخرت

میں وہ سنی ہوں جمیلؔ قادری مرنے کے بعد...... میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

بہترین محقق و مصنف، بلند پایہ مدرس، شیریں بیاں مقرر، بالغ نظر مفتی اور بافیض شیخ طریقت علامہ ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸؍ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ/۳؍اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ (بعمر ۹۰ سال) دنیائے فانی سے رحلت فرما کر عالم جاودانی کی جانب تشریف لے گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

علالت و انتقال:

قارئینِ کرام! زیرِ نظر سطور میں حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری لمحات اور جنازۂ مبارکہ کے حالات پیش کرنے سے قبل یہ بھی بتاتا چلوں کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقریباً سات برس سے صاحبِ فراش تھے...... اسی دوران (۶ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ کو) بڑی صاحبزادی صاحبہ کے انتقال پُر ملال کے صدمۂ عظیمہ و شدیدہ سے طبعی طور پر اندر ہی اندر غم واندوہ کے باعث آپ کی صحت پر اس کا اور زیادہ اثر پڑا اور آپ کو انتہائی کمزوری ہو گئی...... خدامِ آستانہ کو یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کیسے اس پہاڑ جیسے صدمے کو سہار پائیں گے؟ پیاری بیٹی اور پھر ایسی عابدہ و زاہدہ کا دنیا سے رخصت ہو جانا...... یہ کوئی اولاد والا ہی جانتا ہے کہ یہ کیسا صبر آزما مرحلہ ہوتا ہے؟ لیکن سبحان اللّٰہ اتنے عظیم صدمے کو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی صبر کے ساتھ برداشت کیا اور مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ کا شیوہ اختیار فرمایا جو کہ قابلِ صد تحسین اور لائق تقلید ہے۔

زباں پر شکوۂ رنج و الم لایا نہیں کرتے
نبی کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

(اِسے حسنِ اتفاق کہیئے یا نسبتوں کی بہار...... کہ حضرتِ نباضِ قوم کے ختمِ چہلم کے موقع پر صاحبزادی صاحبہ کا سالانہ ختم شریف بھی ہو رہا ہے۔)

محسوس ہوتا ہے کہ تاجدارِ کربلا' نواسۂ مصطفیٰ' حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا خصوصی فیضان صبر و رضا کی صورت میں حضرت نباضِ قوم کو عنایت ہوا...... یہ فیضان کیوں نہ ملتا؟ جبکہ غوث پاک کے غلاموں کی امام عالی مقام سے خصوصی نسبت ہے یعنی سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے مشائخ میں سے ہیں اور اسی فیضان کا نتیجہ تھا کہ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کا جوڑ جوڑ ضعف و نقاہت کی وجہ سے تکلیف میں ہونے کے باوجود چہرہ مبارک سے ایک مخصوص صبر و اطمینان مترشح ہوتا تھا اور یوں محسوس ہوتا کہ تقریباً پون صدی تک خدمتِ دین انجام دینے اور نعرۂ حق بلند کرنے پر آپ کو بڑا اطمینان اور فخر ہے کہ

؎ حاصل عمر رہ یار نثارے کردم...... شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

مزید حیرت انگیز بات یہ کہ شدید علالت کے باوجود آپ کے چہرۂ انور کی نورانیت میں کوئی فرق نہ آیا تھا...... رِیش مبارک کے بال مکمل طور پر سفید ہونے کے بعد تیزی سے سیاہ ہونے لگے اور جوں جوں وقت گزرتا تھا چہرہ مبارکہ پہلے سے بھی بڑھ کر نورٌ علی نور ہوتا گیا۔ معالجین کا کہنا تھا کہ "ہم روزانہ سینکڑوں مریضوں کو دیکھتے ہیں لیکن حضرت صاحب قبلہ کے معاملات تو دنیا سے بالکل ہی الگ تھلگ ہیں کیونکہ اگر کوئی جوان آدمی بھی ایک دو دن خوراک نہ لے تو اُس کا چہرہ مرجھا جاتا ہے لیکن ہم لوگ حیران ہیں کہ اتنی شدت کی کمزوری و ضعف میں کئی کئی دن باقاعدگی سے خوراک وغیرہ نہ لینے کے باوجود بھی آپ کا جسم مبارک پھولوں کی طرح تروتازہ ہے اور چہرۂ مبارکہ کی نورانیت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے تو ہمیں بے ساختہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ اللہ اور اس کے ولی کا معاملہ ہے جہاں ہماری

طبی مہارتیں ناکام ہیں"...... ☆ سب سے بڑھ کر یہ کہ دو سال قبل رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ میں حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی مبارک پر نامِ مبارک "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی قلمِ قدرت سے تحریر ہو گیا تھا، جس سے اہلسنت کی حقانیت اور صادق کی صداقت کا بفضلہٖ تعالیٰ خوب خوب مظاہرہ ہوا۔

ع...... اسمِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیشانی پہ نقش کیا تھا قدرت نے

اک بانکپن سے جینا، اک بانکپن سے مرنا:

وصال باکمال سے ایک دن پیشتر (۱۶، ۱۷/ ذوالحجہ/ یکم، ۲/ اکتوبر بروز جمعرات، جمعۃ المبارک) آپ کے قائم کردہ جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم کا ۶۳ واں سالانہ دو روزہ جلسہ دستار فضیلت اور آپ کی گوجرانوالہ تشریف آوری اور دینی خدمات انجام دیتے ہوئے ۶۶ برس مکمل ہونے پر عظیم الشان جشن منایا گیا تھا، اس موقع پر راقم الحروف نے حاضر ہو کر آپ کے نورانی چہرے کی زیارت کا شرف پالیا تھا۔ تقریباً دو ہفتے سے سخت بخار اور مرض کی شدت کے باوجود آپ کے چہرے پر نور ہی نور تھا بلکہ پہلے سے کچھ زیادہ ہی تھا۔ بڑے اطمینان سے سو رہے تھے۔ اس سے اگلے دن کالج سے واپس گھر پہنچا ہی تھا کہ سانحۂ ارتحال کی خبر آ گئی۔

سفرِ آخرت:

حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے مولانا الحاج محمد رؤف رضوی صاحب، جو کہ دورانِ علالت مسلسل خدمت پر مامور رہے اور وہ ہی سفرِ آخرت کے تمام واقعات کے عینی شاہد ہیں، اُن کا بیان ہے کہ "انتقال سے کوئی ایک گھنٹہ قبل کمرۂ مبارک سے خوشبوؤں کے حلّے آنے لگے۔ ماحول انتہائی پُر کیف نورانی، روحانی ہو رہا تھا...... یہ سماں دیکھ کر میں نے اباجی قبلہ کے دیرینہ خادم حافظ محمد زکریا نور قادری سے کہا کہ ؎ یہ ہوا یہ فضا کہہ رہی ہے، آقا تشریف لائے ہوئے ہیں

وجدان یہ کہتا تھا کہ آقا نے کرم فرمایا ہے (جبکہ یہ تو وہم وگمان بھی نہ تھا کہ ابا جی قبلہ کا انتقال ہونے والا ہے)

؎ بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
اور بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

اور بقول اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

؎ اپنے کرم کا جب وہ صدقہ نکالتے ہیں
ہموں کو پالتے ہیں اور ایسا ہی پالتے ہیں

کمرہ مبارک میں اکثر و بیشتر حضرت والد صاحب قبلہ کی آواز میں نعت و بیان کا سلسلہ ٹیپ ریکارڈ پر چلتا رہتا تھا' جسے سن کر آپ بہت مسرور و مطمئن رہتے تھے۔ اس وقت بھی آپ ہی کی مبارک آواز میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز کلام: ؎

سچی بات سکھاتے یہ ہیں ...... سیدھی راہ چلاتے یہ ہیں
انا اعطینٰک الکوثر ...... ساری کثرت پاتے یہ ہیں
ربّ ہے معطیٰ' یہ ہیں قاسم ...... رزق اُس کا ہے' کھلاتے یہ ہیں
اُس کی بخشش' اِن کا صدقہ ...... دیتا وہ ہے' دلاتے یہ ہیں
قادرِ کُل کے نائب اکبر ...... کُـــــن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں

گونج رہا تھا اور اسی کلام کے ایک مصرع ''کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں'' کی تکرار جاری تھی...... اسی اثناء میں ٹیپ ریکارڈ پر یہ شعر گونجا:

؎ نزعِ روح میں آسانی دیں...... کلمہ یاد دلاتے یہ ہیں

بظاہر غنودگی کی کیفیت تھی کہ ایک دم آپ نے آنکھیں کھولیں ...... خوب مسکرائے ...... اور بآواز بلند کلمہ شریف پڑھنے لگے' پھر درود شریف ان الفاظ میں پڑھا:

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
و علی آلک و اصحابک یا حبیب اللہ

بس یہ آپ کے مقدس لبوں سے ادا ہونے والے آخری الفاظ تھے...... یاد رہے کہ عالمِ نزع میں کسی بھی قسم کی گھبراہٹ اور شدت و پریشانی وغیرہ کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہوئے بلکہ درودِ پاک کے آخری الفاظ مبارکہ (یاحبیب اللّٰہ) پر آنکھیں اور آواز بند ہو جانے سے ہی خدام (صاحبزادہ محمد رؤف رضوی اور محمد زکریا قادری) کو معلوم ہوا کہ طائر روح عالم قدس کی طرف پرواز کر گیا ہے' جبکہ لبوں پر نہایت حسین وجمیل مسکراہٹ آخری لمحے تک قائم رہی۔

؎ نشانِ مردِ مومن باتو گویم...... چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

یہ مغرب کی اذان سے کچھ دیر قبل کی بات ہے۔ ابھی دنیاوی سورج کے غروب ہونے میں چند منٹ رہتے تھے کہ آفتاب علم ومعرفت غروب ہو گیا اور دنیائے علم و معرفت میں اندھیرا چھا گیا''۔ (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

؎ جب تیری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی...... جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے

صاحبزادہ الحاج محمد رؤف رضوی مزید فرماتے ہیں کہ ''اس موقع پر سرکارِ دوعالم ﷺ کا موئے مبارک حضرت صاحب کے سینہ اقدس پر عین قلب انور کے اوپر رکھا ہوا تھا''۔

☆ بڑے صاحبزادے مولانا ابوالرضا محمد داؤد رضوی' جو کہ یومِ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ منانے کی تیاریوں میں مصروف تھے' والدِ بزرگوار کے انتقال پُر ملال کی خبر وحشت اثر ملنے پر فوری حاضرِ خدمت ہو گئے اور چہرۂ انور کا دیدار کرتے ہوئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھتے رہے...... ''راضی ہیں ہم اُسی میں' جس میں تیری رضا ہے'' کے مصداق خود بھی بڑا حوصلہ فرمایا اور احباب کو بھی صبر کی تلقین کرتے رہے اور تاکید فرمائی کہ ''مغرب کا وقت قریب ہے لہٰذا نمازِ مغرب کے بعد وصال با کمال کا اعلان کیا

جائے کیونکہ حضرت نباضِ قوم نے ساری عمر نماز و جماعت کی پابندی کا درس دیا ہے لہٰذا اِس موقع پر ایسا نہ ہو کہ نماز رہ جائے"...... چنانچہ پہلے نماز ادا کی گئی' پھر نہایت دُکھے ہوئے دل کے ساتھ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔

شب بھر دیدار کی بہار:

نمازِ مغرب کے فوراً بعد نمازیوں نے آپ کے متبسم نورانی چہرے کی زیارت کا شرف پایا۔ دنیا بھر میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی تھی۔ دور و نزدیک سے آنے والے مریدین و متوسلین کا تانتا بندھ چکا تھا۔ جماعت رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ کے اراکین نہایت احسن انداز میں لائنیں بنوا کر اپنے قائد کا آخری دیدار کروا رہے تھے۔ اس موقع پر حضرت صاحب قبلہ کی آواز میں یہ الفاظ سپیکر پہ مسلسل گونجتے رہے:

"عاشقِ رسول کے دیدار پر پابندی کوئی نہیں اور زبانِ حال کے ساتھ کہا جا رہا ہے۔

؎ سنّوں نی تُسی رَج رَج ویکھو......اَج ماہی ساڈا ٹُر چلیا

آؤ! جی بھر کے دیکھو...... اپنی پیاسیں بجھالو...... اپنے بیگانوں کیلئے دیدار کی دعوتِ عام ہے...... جس نے عاشقِ رسول کا چہرہ دیکھنا ہے' آ کے دیکھ لو...... اپنی آنکھوں کو منور کرلو...... نبی ٔپاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ایسے ہوتے ہیں ...... شیخ الحدیث ایسے ہوتے ہیں......علمائے اہلسنت اور اکابر ایسے ہوتے ہیں......

؎ سنّوں نی تُسی رَج رَج ویکھو......اَج ماہی ساڈا ٹُر چلیا"

☆ زائرین یہ مبارک کلمات سننے کے ساتھ ساتھ تعجب بھی کر رہے تھے کہ یہ کلمات تو خود حضرت نباضِ قوم کے اپنے حالات کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ بعد میں مولانا صاحبزادہ الحاج محمد داؤد رضوی مدظلہ نے وضاحت فرمائی کہ "یہ اقتباس حضرت

نباض قوم کے اُس بیان سے لیا گیا ہے، جس میں آپ نے اپنے شیخ کامل محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمۃ کے انتقال اور آخری دیدار کا تذکرہ فرمایا تھا"۔ اب شیخ کامل کے فیضان سے آپ کا دیدار پُر بہار بھی ان کلمات کا مصداق بن چکا ہے...... سچ ہے کہ: یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

قارئین کرام! راقم الحروف محمد عطاء الرحمٰن قادری حلفاً عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب قبلہ کا چہرہ گلاب کی مانند تروتازہ اور شاداب تھا، نہ رنگ بدلا، نہ اعضاء میں کھینچاؤ آیا، کسی جانب سے قطعاً یہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ آپ وصال فرما چکے ہیں۔ بس ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ گہری نیند سو رہے ہیں۔ خوب فرمایا امام اہلسنّت نے:

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

شب بھر دیدار جاری رہنے کے بعد صبح بھی تقریباً گیارہ بجے تک یہ سلسلہ بلا روک ٹوک جاری رہا۔ پھر آپ کا جسدِ اقدس غسل کیلئے لے جایا گیا۔

غسل کا نورانی تذکرہ:

غسل کی سعادت عالمی مبلغ اسلام مفتی محمد عباس رضوی، پروردۂ آغوشِ ولایت الحاج محمد رؤف رضوی اور دیرینہ خادم حافظ محمد زکریا نور قادری نے حاصل کی۔ ☆ مفتی محمد عباس رضوی صاحب نے قل شریف کی محفل میں واضح اعلان فرمایا کہ "حضرت صاحب قبلہ کا جسد اقدس بالکل نرم تھا۔ آپ کی قمیض عام روایت کے برعکس کاٹے بغیر اُتاری گئی یہاں تک کہ بنیان بھی بغیر کاٹے اُتاری گئی"۔ جس کمرے میں غسل دیا جا رہا تھا، راقم الحروف اس کے دروازے کے پاس موجود تھا اور کمرے سے نکلنے والی خوشبوؤں کی لپٹوں سے مشام دل و جاں کو معطر کر رہا تھا۔ الحاج صاحبزادہ

محمد رؤف رضوی کا بیان ہے کہ ''دورانِ غسل آپ کے لب ہائے مبارک کھل گئے تو ان سے بھی خوشبو کا حُلّہ برآمد ہوا''۔ کیوں نہ خوشبو آتی کہ ان لبوں سے ساری زندگی اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کا معطر تذکرہ ہوتا رہا☆ غسل کے بعد سب سے پہلے سادات کرام یعنی خطیب پاکستان مولانا سید فدا حسین شاہ حافظ آبادی اور ان کے صاحبزادے' خطیب الاسلام پیر سید شبیر حسین شاہ حافظ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے لختِ جگر مولانا سید عطاء الحسنین شاہ اور ان کے ساتھ حضرت نباضِ قوم کے فرزندِ اکبر الحاج ابوالرضا محمد داؤد رضوی' مجاہد اہلسنّت حاجی محمد رفیق پردیسی' مولانا محمد عبدالجلیل رضوی' مولانا محمد باغ علی رضوی' صاحبزادہ محمد غوث رضا اور صاحبزادہ محمد احمد رضا نے زیارت کا شرف حاصل کیا...... یہ سب حضرات بھی چہرۂ مبارکہ کی نورانیت کو دیکھ کر باآواز بلند سبحان اللہ اور ماشاء اللہ کہتے رہے اور حضرت صاحب کے نورانی چہرے کو اہلسنّت کی حقانیت کی دلیل قرار دیتے رہے۔ نبیرۂ محدثِ اعظم پاکستان صاحبزادہ قاضی محمد فیض رسول رضوی نے کفن کے اوپر جانشین محدثِ اعظم پاکستان حضرت قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی صاحب (جو علالت کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے تھے) کی بھیجی ہوئی مزار اقدس محدثِ اعظم پاکستان کی چادر اوڑھائی۔

''صادق'' کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

اسی اثناء میں اذانِ ظہر کی آواز بلند ہوئی۔ مردوں کو نماز پڑھنے کی نصیحت کی گئی اور خواتین کو زیارت کیلئے اذنِ عام دے دیا گیا۔ نماز ظہر کے بعد مردوں کو دوبارہ زیارت کا موقع دیا گیا۔ تقریباً اڑھائی بجے چارپائی کو لمبے بانس باندھ کر روانگی کیلئے تیار کیا گیا۔ برستی آنکھوں اور دلدوز آہوں کے درمیان ''رضوی دولہا'' کی چارپائی کو ہزاروں باراتیوں نے کاندھوں پر اُٹھایا اور جناح اسٹیڈیم کی جانب روانہ ہوگئے۔ راستے میں جنازے پر مسلسل گل پاشی کا سلسلہ جاری رہا۔ مختلف چوکوں میں جنازے کا پُرجوش اور

ولولہ انگیز استقبال کیا گیا۔ اہل شہر نے جگہ جگہ پانی کی سبیلیں شرکاء کے لئے قائم کر رکھی تھیں۔ کلمہ شریف' درود شریف اور نعرہ ہائے تکبیر و رسالت کی گونج میں جنازے کا جلوس جناح اسٹیڈیم پہنچ گیا۔ یہاں پر ہزاروں افراد بہر استقبال پہلے سے ہی موجود تھے۔ یہاں پہنچ کر ایک افسوسناک خبر ملی کہ شہری انتظامیہ نے جناح اسٹیڈیم کھولنے سے انکار کر دیا تھا اور ساتھ ہی ایک چھوٹے سے باغ لیاقت پارک میں جنازہ ادا کرنے کا مشورہ دیا تھا جبکہ شہر میں کوئی اور اتنا بڑا میدان ہی نہیں تھا جہاں جنازے کا اتنا بڑا اجتماع سما سکے۔ بالآخر عاشقانِ رسول کے سمندر کے سامنے انہیں گھٹنے ٹیکنا پڑے اور دروازے کھولنا پڑے۔ آخری لمحات میں اسٹیڈیم کھولنے سے نقصان یہ ہوا کہ ساؤنڈ سسٹم کی بروقت تنصیب نہ ہو سکی کہ علمائے کرام کے خطابات ہوتے اور صف بندی بخوبی کروائی جا سکتی۔ البتہ آخری لمحات میں جو سپیکر نصب ہوا اس کی آواز جہاں تک پہنچی وہاں تک مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی کا خطاب سنا جا سکا۔ لاؤڈ اسپیکر سے بار بار صف بندی کی اپیل کی گئی لیکن ایک تو سب شرکاء تک آواز نہ پہنچ سکی۔ دوسرا عوام کے پُر جوش ہجوم جو چارپائی کے قریب آنا چاہتا تھا' کو کنٹرول کرنا ممکن نہ تھا۔ حاجی محمد رفیق برکاتی (چیئرمین برکاتی فاؤنڈیشن) انتظامات میں پیش پیش تھے۔ آخر کار ایک گاڑی جس پر ساؤنڈ سسٹم نصب تھا' نے جنازہ گاہ میں گھوم کر اعلان کیا کہ "صف بندی کریں اور جنازے کے بعد نہایت اطمینان سے دھکم پیل سے بچتے ہوئے منتشر ہو جائیں"۔ اسی گاڑی والے اسپیکر سے مولانا صاحبزادہ محمد داؤد رضوی نے مختصر خطاب فرمایا اور شہری انتظامیہ کی پُر زور مذمت کی۔ اسی اثناء میں راقم الحروف نے اسٹیڈیم کی سیڑھیوں پر چڑھ کر شرکاء کی تعداد کا اندازہ لگانے کی کوشش کی۔ سبحان اللہ! یہ تو لاکھوں کا اجتماع تھا۔ اسٹیڈیم کھچا کھچ بھر جانے کے بعد سیڑھیوں پر بھی لوگ صفیں بنائے ہوئے تھے۔ تل دھرنے کو بھی جگہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ یہ عظیم الشان اجتماع زبانِ حال سے پکار پکار کر یہ اعلان کر رہا تھا کہ اہلسنت ہی سوادِ اعظم ہیں اور بزرگانِ دین

کے ارشاد "ہمارے جنازے ہی ہماری حقانیت کی دلیل ہیں" کا منہ بولتا اعلان تھا۔
☆صاف محسوس ہو رہا تھا کہ ہمارے حضرت صاحب کے حق میں وہ دعائے رضا منظور ہو چکی ہے جس میں بارگاہِ رب العزت میں عرض کیا تھا:

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنّی مَرے
یوں نہ فرمائیں تیرے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اُٹھے وہ طیب و طاہر گیا

مولانا صاحبزادہ الحاج محمد داؤد رضوی نے شرکاء کو نیت کرنے کے متعلق فرمایا اور بتایا کہ "جنازے کی امامت فیض یافتۂ نباضِ قوم مولانا مفتی محمد عباس رضوی (مفتیٔ احناف متحدہ عرب امارات) فرمائیں گے"۔ جنازہ سنت کے مطابق مکبرین کے ذریعے پڑھایا گیا۔ پورا اسٹیڈیم اللہ اکبر کی صداؤں سے گونجتا رہا۔ جنازے کے بعد دعا مولانا صاحبزادہ الحاج محمد داؤد رضوی نے فرمائی۔ ☆اب "رضوی دولہا" کو ایک ایمبولینس میں منتقل کیا گیا۔ جماعت رضائے مصطفیٰ اور دیگر سنی تنظیمات کے کارکنان گاڑی کیلئے راستہ بناتے رہے۔ جب راقم الحروف اسٹیڈیم سے باہر نکلا تو معلوم ہوا کہ ہزاروں کا اجتماع اسٹیڈیم کے باہر بھی تھا جو بھگدڑ کے خوف سے اسٹیڈیم میں داخل نہ ہوا اور باہر ہی نماز ادا کی مگر بفضلہٖ تعالیٰ اتنا بڑا ہجوم بخیر و عافیت اسٹیڈیم سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا۔ ☆اب جنازہ مبارکہ کا جلوس اپنی آخری منزل مرکز اہلسنت زینت المساجد کی جانب رواں دواں تھا۔ حسب سابق مختلف چوکوں میں والہانہ استقبال اور گل پاشی کا سلسلہ جاری رہا۔ گوندلانوالہ فلائی اوور پر کھڑے ہو کر لوگ جنازے کے جلوس کا نظارہ کر رہے تھے۔ جنازہ مسجد پہنچا تو عصر کی اذان ہو گئی۔ سب شرکاء کو نماز باجماعت کی تلقین کی گئی۔ نماز

کے بعد دیدار کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا۔ پھر نمازِ مغرب سے کچھ دیر قبل پورے چوبیس گھنٹے بعد قبر انور میں بادلِ نخواستہ منتقل کیا گیا۔ چوبیس گھنٹے کا طویل عرصہ گزرنے اور گرم موسم کے باوجود حضرت صاحب قبلہ کا چہرۂ انور روحانی' نورانی اور درخشاں تھا اور فوتگی کے کوئی آثار نہ تھے۔ تدفین مسجد سے ملحق اس برآمدے میں ہوئی جہاں کبھی دکانیں ہوتی تھیں لیکن توسیع کے بعد یہ جگہ حضرت صاحب قبلہ کے زائرین اور دیدار کیلئے منتظر افراد کی انتظار گاہ کے طور پر کام میں آتی تھی۔ اِس جگہ کے انتخاب کی داستان بھی بڑی ایمان افروز ہے...... ہوا یوں کہ حضرت صاحب قبلہ اپنی عاجزی والی طبیعت کی وجہ سے اپنی قبر شہر سے دور رکھنا چاہتے تھے' جہاں مسجد بھی قریب ہو' اِس لئے سنی رضوی جامع مسجد کلر آبادی جو شہر سے ذرا ہٹ کر ہے' سے ملحق جگہ منتخب ہوئی اور جگہ کی قیمت بھی ادا کر دی گئی تھی۔ مرکز اہلسنت زینت المساجد کی انتظامیہ کو جب علم ہوا تو انہوں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ "ساری عمر تو ہمیں شرف بخشا اب ایسی کیا بات ہوئی کہ تدفین کیلئے دور جگہ منتخب فرما لی؟ کرم فرمائیں اور زینت المساجد سے ملحق ہی تدفین پسند فرمائیں"...... لیکن حضرت صاحب قبلہ قلبی طور پر مطمئن نہ تھے کہ انہی دنوں جگر گوشۂ نباضِ قوم الحاج محمد رؤف رضوی زید مجدہٗ نے عین گیارہ اور بارہ ربیع الاوّل کی درمیانی شب یہ مبارک خواب دیکھا کہ: نبی اکرم ﷺ تشریف لائے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ "اپنے والد صاحب کو میرا اسلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ اس جگہ کی جانب ہماری خاص توجہ ہے (موجودہ قبر شریف والی جگہ کی طرف اشارہ فرمایا) یہاں سے فیض کے چشمے پھوٹیں گے' لہٰذا اسی جگہ دفن ہوں"۔ صبح حسب معمول درود و سلام پڑھنے کے بعد روتے ہوئے صاحبزادہ صاحب نے ابا جی قبلہ کو خواب سنایا۔ خواب سنتے ہوئے حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ احتراماً کھڑے ہو گئے اور بار بار پیغام رسالت سنا اور فرمایا

"سرِ تسلیم خم ہے اب مجال دم زدن نہیں"۔ ☆ یاد رہے کہ یہ وہ ہی جگہ ہے جہاں پر لگی ہوئی سنگِ مرمر کی مختلف ٹائلوں پر تقریباً پانچ سال قبل اسمِ مبارک "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) ظاہر ہوا تھا' جس کی زیارت کا شرف سینکڑوں افراد نے پایا...... بعد میں یہ ٹائلیں انتہائی احتیاط کے ساتھ اُکھاڑ کر اد با محفوظ کر لی گئیں۔

☆ تدفین کے بعد شجرہ قادریہ رضویہ پڑھنے کی سعادت راقم الحروف کو حاصل ہوئی اور دعا صاحبزادۂ والا شان الحاج محمد داؤد رضوی نے فرمائی۔ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر زائرین کی آمد کا سلسلہ جاری ہے...... دربار فیض بار فیض کے خزانے لٹا رہا ہے جبکہ حضرت کے دونوں صاحبزادگان (جو صورت و سیرت میں اپنے والد ماجد کا عکسِ جمیل ہیں) حضرت کے مشن کو قائم رکھنے بلکہ آگے بڑھانے کیلئے کمر بستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس جوڑی کو سلامت رکھے' زخمِ چشم حاسدین سے محفوظ و مامون اور اعدائے دین پر مظفر و منصور رکھے۔ ع ...... ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

اسے کیا کہئے: مضمون مکمل کر چکا تھا کہ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کے یومِ وصال کے حوالے سے الحاج صاحبزادہ محمد رؤف رضوی نے ایک ایمان افروز بات کی جانب توجہ دلائی کہ "حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کا یوم وصال ۱۸ ذوالحجہ ہے جو کہ امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت ہے...... جیسے یومِ شہادت کا حضرت نباضِ قوم نے فیض پایا' ویسے ہی اُن کی سیرت یعنی حیا اور سخا سے بھی خوب فیضان حاصل کیا"۔ ☆ حیا کی کیفیت کے بارے میں راقم الحروف کے والد گرامی فیض یافتۂ نباضِ قوم الحاج رشید احمد چغتائی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا: مخالفین نے ایک مرتبہ کہہ دیا کہ "مولانا ابوداؤد محمد صادق تو کنواری لڑکیوں کی طرح حیا کرتے ہیں"۔ ان کی یہ بات جب آپ تک پہنچائی گئی تو آپ بجائے ناراض ہونے کے جھوم اُٹھے اور فرمایا کہ "کفارِ مکہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات

ان کی بے مثال حیا کی وجہ سے کہتے تھے......آج ان کے غلاموں کے غلام کے بارے میں مخالفوں نے یہ بات کہی"۔(احوالِ صادق ملخصاً)

☆ جبکہ سخاوت کی کیفیت یہ تھی کہ بلا مبالغہ سینکڑوں بیواؤں، یتیموں، مسکینوں، غریبوں، محتاجوں کی آپ نے دادرسی فرمائی۔ کئی مساجد اور مدارس تعمیر کروائیں یا ان کی تعمیر میں اپنا حصہ ڈالا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے جب ان کی پسندیدہ چیزیں پوچھی گئیں تو آپ نے فرمایا تھا "اشباع الجیعان ، کسوۃ العریان، تلاوۃ القرآن "یعنی بھوکوں کو کھانا کھلانا، ننگوں کو کپڑا پہنانا اور قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا۔ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ نے ان پسندیدہ چیزوں سے یوں فیض پایا کہ بھوکوں کو کثرت سے کھانا کھلایا بلکہ اپنے دست مبارک سے خود کھلایا۔ بارہا راقم الحروف پر یہ شفقت فرمائی کہ کھانا کھلایا اور خود اپنے دست مبارک سے کھانے کے برتن اُٹھا کر لائے۔ ایسے ہی کئی لوگ ہیں جو آج رو رو کر آپ کے یہ مبارک اخلاق بیان کرتے ہیں کہ اتنا جید عالم دین اور شیخ طریقت ہونے کے باوجود کھانے کے برتن اکثر خود اُٹھا کر لایا کرتے تھے۔ ہر جمعرات کو طلباء کو کھانا کھلاتے تھے۔ کپڑوں کے جوڑے عنایت فرماتے ہوئے راقم الحروف نے کئی مرتبہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ تلاوت قرآنِ پاک تو روزانہ آپ کا معمول تھا۔

☆ اب ایک عجیب حیرت انگیز بات ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت صاحب کے دیرینہ رفیق الحاج محمد حفیظ نیازی اپنی کتاب "فیضانِ صادق" میں رقمطراز ہیں: فقیر راقم الحروف (نیازی) فروری ۲۰۰۱ء میں حضرت نباضِ قوم کے شہزادگان الحاج صاحبزادہ محمد داؤد رضوی اور الحاج صاحبزادہ محمد رؤف رضوی کے ہمراہ جب حرمین طیبین حاضر ہوا تو اس دوران متعدد علماء و مشائخ کے علاوہ حضرت قطب مدینہ کے فیض یافتہ مولانا الحاج حکیم محمد عارف صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ (اولین صدر مرکزی مجلس رضا لاہور) سے بھی ملاقاتیں ہوتی رہیں، جن کو تقریباً تیس سال مدینہ منورہ میں سکونت کا

شرف بھی حاصل رہا اور وہیں مدفون ہو کر درج ذیل شعر کا مصداق بن گئے۔

؎ مدینے رہیں اور وہیں جان نکلے

مدینہ کے ہوں سنّی دفنانے والے

حکیم صاحب موصوف نے ہمیں ایک ایمان افروز واقعہ سنایا کہ ”مجھے بحمدہٖ تعالیٰ ایک مرتبہ خواب میں حضرت امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ نورانیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے چہرۂ انور کی نورافشانیوں سے سارا ماحول نُوْرٌ عَلٰی نُوْر تھا' جن کا الفاظ میں کماحقہٗ بیان ممکن نہیں...... مذکورہ سعادت سے مشرف ہونے کے کچھ عرصہ بعد مجھے حضرت نباضِ قوم مدظلہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو یقین جانیئے مَیں نے دیکھا کہ ماشاء اللہ مولانا ابوداوٗد محمد صادق صاحب کے چہرۂ مبارکہ پر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے چہرۂ انور کا عکسِ جمیل واضح طور پر دکھائی دے رہا ہے' گویا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے چہرۂ مقدسہ کے انوار و تجلیات کی مولانا محمد صادق صاحب کے چہرۂ مبارکہ پر نورانی برسات ہو رہی ہے' تو اس روح پرور نظارہ سے میرے دل میں حضرت نباضِ قوم مدظلہ کی عقیدت و محبت پہلے سے زیادہ ہوگئی“۔ (فیضانِ صادق' ص ۴۶۴)

☆☆☆☆

صادقِ باصفا، عاشقِ مصطفےٰ

جن کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفےٰ

جنکا چہرہ ہمیشہ رہا پُر ضیاء

ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

نباضِ قوم کے تفصیلی حالات سے آگاہی کیلئے فیضان صادق اور احوال صادق کا مطالعہ فرمائیں۔